شہری

برائے بہتر ماحول

جنوری تا اپریل 2000ء

SHEHRI ,

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو' وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔۔۔ مارگریٹ میڈ

اندرونی صفحات پر

- عدالتوں کو خودمختار ہونا چاہئے
- نوجوان اور شہری معاشرہ
- غیر قانونی تعمیرات کی ایک مثال
- انفرادی آزادی کو یقینی بنانے کی کوشش

ڈاکٹر قیصر بنگالی

شہروں میں میٹروپولیٹن حکومت کا قیام ضروری ہے

کراچی گزشتہ دس پندرہ برسوں سے ایک نہایت گھمبیر بحران سے دوچار ہے بنیادی شہری خدمات کے ناکارہ ہونے سے شہری نہایت ہی لازمی ضرورتوں و سہولتوں سے محروم ہوگئے ہیں۔

پانی زندگی کا بنیادی جزو ہے۔ لیکن شہر کے بہت حصوں میں پانی خاطرخواہ طور پر مہیا نہیں ہے یا پھر مہینوں سے اس کی ترسیل نہیں ہوئی یا ترسیل بے قاعدہ و غیریقینی ہے۔ پانی کی جو باقاعدہ ترسیل سے قطع نظر پانی کا معیار خراب ہے اور اکثر وہ سیوریج کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ بجلی و پبلک ٹرانسپورٹ وغیرہ کی بہم رسانی کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ دوسری طرف قانون اور نظم و ضبط کے بگاڑ کے نتیجے میں ڈکیتی' کار چھیننے اور فرقہ وارانہ و نسلی تشدد کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں اور اگر شہری تشدد سے بچ جائے تو زندہ رہنے کے لئے لازمی خدمات کے حصول میں روزانہ پسنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

یہ مسائل ادارتی حاکمیت خصوصاً" مقامی حاکمیت کی فرسودگی اور کمزوری کے عکاس ہیں۔ حاکمیت کے ڈھانچے استعماری رہے اور لوگوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی کو اپنی خواہش و مرضی کے مطابق منظم کرنے کے مواقعوں سے محروم رکھا۔

آئینی طور پر ریاست ایک وفاقی کردار ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک انتہائی مرکزی نظام حکومت ہے۔ صوبے موثر اختیارات سے محروم ہیں اور مقامی حاکمیت ناپید ہے ریاست کے معاملات میں لوگوں کی شرکت اور خودمختاری کی موثر مشق کے لئے ضروری ہے کہ فیصلے کرنے کی سطح ممکنہ حد تک لو. . ن پہنچ میں ہو۔ اگرچہ کہ اصلاحات کی ضرورت ہر شعبے میں ہے لیکن ریاست کی مرکزیت مسئلے کی نشاندہی ہے اور اس کا حل صوبائی و مقامی خودمختاری میں پنہاں ہے۔ یہاں اس بات پر زور دینا ضروری ہے کہ مقامی خودمختاری ایک اہم شرط ہے اور صوبائی خودمختاری کو پہلے سے متعارف کرائے بغیر مقامی خودمختاری کو متعارف نہیں کرایا جاسکتا۔

سندھ کے تناظر میں صوبائی اسمبلی کو اس مقصد کے لئے مندرجہ ضرو[illegible] قانون سازی کرنی چاہیے۔

ا۔ کراچی' حیدرآباد اور سکھر میں مکمل میٹروپولیٹن حکومت کا قیام ضروری

"فصیلوں کے ادھر" کی افتتاحی تقریب میں (دائیں سے) مجاہد بریلوی' ش۔ فرخ' جسٹس (ریٹائرڈ) ماجدہ رضوی اور انیس ہارون (رپورٹ صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

شہری

بی 206 بلاک 2- پی ای سی ایچ ایس
کراچی- پاکستان
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646
E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL:http://www
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : بینا صدیقی
انتظامی کمیٹی
چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : وکٹوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امیر علی بھائی
خزانچی : حلیف - اے ستار
ارکان : نوید حسین، خطیب احمد
ایس رضا علی گردیزی
شہری اسٹاف
کوآرڈی نیٹر : مسز منصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر : محمد ریحان اشرف
شہری ذیلی کمیٹیاں
آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : دانش آذر زوبی، عمیر الرحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : عمیر الرحمٰن، محسن جعفری، فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ، امیر علی بھائی،
رولینڈ ڈی سوزا، وکٹوریہ ڈی سوزا، خطیب احمد
پارکس اور تفریح : خطیب احمد
اسلحہ سے پاک معاشرہ : نوید حسین
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔
ایڈیٹر / ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن : ذکیہ لالہ
پروڈکشن : الفرید کمیونیکیشن

مالی تعاون : فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

ہے۔ موخرالذکر دونوں شہروں میں تقریباً ۴۰ کلومیٹر کے دائرے میں موجود تمام شہری علاقوں کو شامل کیا جانا چاہیے۔ حیدرآباد میں جام شورو، کوٹری، ٹیاری، ٹنڈو جام وغیرہ اور سکھر میں خیرپور، روہڑی و شکارپور وغیرہ شامل ہوں گے۔

میٹروپولیٹن حکومتوں کی سربراہی ایک میئر کرے جسے میٹروپولیٹن علاقے میں رہائش پذیر تمام ووٹر براہ راست منتخب کریں۔ کراچی، حیدرآباد اور سکھر کی میونسپل کارپوریشنوں کی حیثیت و درجہ بڑھا کر انہیں میٹروپولیٹن حکومتوں کا درجہ دینا ہو گا۔

۲۔ متعلقہ میٹروپولیٹن حکومتوں کے مخصوص دائرہ کار میں تمام شہری اداروں کو منتقل کیا جائے۔ کراچی کے سیاق و سباق میں یہ تمام ادارے یعنی ادارہ ترقیاتی کراچی (کے ڈی اے) (جس میں بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی اور ٹریفک انجینئرنگ بیورو شامل ہیں) ادارہ ترقیات لیاری، ادارہ ترقیات ملیر، کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ، کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن، روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی، کراچی ٹریفک پولیس وغیرہ شامل ہیں۔

۳۔ کراچی، حیدرآباد اور سکھر میں (الف) گیس اور ٹیلی فون (ب) تعلیم اور صحت کے دائرہ اختیار متعلقہ میٹروپولیٹن حکومتوں کو منتقل کئے جائیں۔

۴۔ ہر میٹروپولیٹن کونسل سے سیکریٹریوں کی ایک کابینہ تشکیل دی جائے۔ ہر سیکریٹری مندرجہ شعبوں میں سے ایک کا ذمہ دار ہو۔ ہاؤسنگ، پانی اور سیوریج صحت و صفائی اور کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانا، سڑکوں اور گلیوں میں روشنی کا انتظام، بجلی اور

گنجان آباد کراچی کا فضائی منظر

> حیدرآباد اور سکھر میں بلدیاتی حکومتوں کا قیام متوازن علاقائی نشوونما کی جانب لے جائیگا بالائی اور مرکزی سندھ کے لوگوں کو روزگار اور تعلیم کے مواقع مہیا ہوں گے

گیس کی تقسیم، تعلیم و لائبریریاں، احتیاطی اور شفابخش صحت، ماحولیاتی کنٹرول، پبلک ٹرانسپورٹ، ثقافت و کھیل، باغات اور سبزی پٹیاں، ٹریفک پولیس اور ٹریفک کا انتظام، محلوں و گرد و پیش کا تحفظ و سلامتی۔ چھوٹے کاروبار کی ترقی (روزگار کے فروغ کے لئے) وغیرہ۔

۵۔ متناسب نمائندگی کے اصول پر جماعتی بنیادوں پر منتخب ہونے والی میٹروپولیٹن کونسل کی تشکیل ہو تمام (سیاسی، نسلی، مذہبی، فرقہ وارانہ) اقلیتی گروپوں کو کونسل میں نمائندگی حاصل ہو اس کے لئے متناسب نمائندگی لازمی ہے تاکہ اکثریت کی آمریت کو وجود میں آنے سے روکا جاسکے۔

۶۔ میٹروپولیٹن حکومتوں کو جائیداد ٹیکس اور موٹر گاڑیوں کا ٹیکس منتقل کیا جائے۔

۷۔ میٹروپولیٹن کونسل اپنے دائرہ اختیار میں ٹیکس جمع کرنے، ترقیاتی منصوبے تیار کرنے اور بار بار ہونے والے اخراجات کے لئے حکومت سندھ کے آڈیٹنگ کنٹرول کے مطابق ادا ہونی چاہئے۔

میٹروپولیٹن حکومتوں کے موثر طور پر کام کرنے کے لئے میئر کو ضروری انتظامی اقدامات اٹھانے کا اختیار ملنا چاہیے۔ لیکن بعض حفاظتی اقدامات اٹھانے کی ضرورت بھی ہے تاکہ میئر کے دفتر کو فرد واحد یا ایک پارٹی کا مطلق العنان بننے سے روکا جاسکے۔ اہم عہدوں کے لئے تقرری اور ایک مخصوص رقم سے زیادہ کے اخراجات سے متعلق میئر کے فیصلوں کے لئے قانون میں یہ شرط رکھنی لازمی ہے کہ متعلقہ میٹروپولیٹن کونسل سے ان کی تصحیح کرائی جائے۔

۸۔ میئر کو کونسل کی اجازت سے میٹروپولیٹن کنٹرول کے تحت تمام میٹروپولیٹن سیکریٹریوں اور شہری اداروں کے سربراہوں کی تقرری۔ تبادلے اور برخاست کرنے کا اختیار ملنا چاہئے چیف میٹروپولیٹن سیکریٹری کی

تقرری حکومت سندھ کرے جو اس کو جوابدہ بھی ہوگا۔

۹۔ میئر کو بجٹ میں مختص اخراجات کی اجازت دینے کے لئے خودمختار ہونا چاہیئے۔ لیکن ایک خاص سطح سے اوپر ہونے والے اخراجات چاہے وہ بجٹ میں مختص کیوں نہ ہوں ان کی منظوری کونسل سے لینی ضروری ہوگی۔

۱۰۔ میٹروپولیٹن علاقوں میں وفاقی لوکل گورنمنٹ کا ڈھانچہ ہونا چاہیئے۔ مثلاً کراچی اس وقت پانچ ضلعی بلدیات میں تقسیم ہے لیکن پانچ بلدیات یا ان کی حالیہ حدوں کے لئے کوئی معقولیت یا عقلیت نظر نہیں آتی۔ ادارہ ترقیات کراچی کے پلاننگ ڈویژن نے زونل بلدیات کی تخلیق کے لئے زیادہ عقلیت پر مبنی بنیاد پیش کی ہے جس کی بنیاد پر ۲۰ بلدیات مثلاً کیماڑی' لیاری' سائٹ' شیر شاہ' منگھوپیر' اورنگی' بلدیہ' پٹھان/ فرنٹیر کالونی' ناظم آباد' نارتھ ناظم آباد' نارتھ کراچی' فیڈرل بی ایریا' کریم آباد' لیاقت آباد' گلشن اقبال' لانڈھی' کورنگی' ملیر' پرانا شہر' سوسائٹیوں کا علاقہ' کلفٹن' ڈیفنس وغیرہ تخلیق ہوں۔

اسی طرح حیدر آباد کا میٹروپولیٹن علاقے میں زونل بلدیات مندرجہ ذیل علاقوں یعنی پرانا شہر' لطیف آباد' قاسم آباد' جام شورو' کوٹری' ٹنڈو جام' ٹمیاری وغیرہ میں قائم ہوں اور سکھر میں میٹروپولیٹن علاقے کی علاقائی بلدیات سکھر بیراج کالونی' روہڑی' شکارپور وغیرہ میں قائم ہونی چاہئیں۔

زونل یا علاقائی بلدیاتی میٹروپولیٹن حکومتوں کو جوابدہ ہوں گی جن میں معیاری شہری انتظامی اصول کے مطابق فرائض و معاشی ذرائع تقسیم ہوں گے۔ عمومی طور پر میٹروپولیٹن

کراچی میں ایک مکمل میٹروپولیٹن حکومت شہریوں کے معیار زندگی کو بہتر بنائے گی

حکومتیں تمام تر خدمات کی ذمہ دار ہوں گی اور علاقائی یا زونل بلدیات گھریلو خدمات بہم رسانی کے لئے اور بلدیاتی دائرہ اختیار میں ہوں گی زونل یا علاقائی بلدیات کے چیئرمین بھی براہ راست منتخب ہوں گے اور متعلقہ بلدیاتی کونسلوں کو جوابدہ ہوں گے۔

حیدر آباد اور سکھر میں بلدیاتی حکومتوں کا قیام متوازن لاقائی نشوونما کی جانب لے جائے گا بالائی و مرکزی سندھ کے لوگوں کو روزگار اور تعلیم کے مواقع مہیا ہوں گے۔ کراچی میں ایک مکمل میٹروپولیٹن حکومت شہریوں کے معیار زندگی کو بہتر بنائے گی اور بندرگاہ رکھنے والے اس شہر کی صنعتی و تجارتی بنیادی ڈھانچے کی پیداواری اہلیت کو فروغ ملے گا چنانچہ کراچی سندھ اور ملک کی ترقی میں بھرپور حصہ لے سکے گا۔

ڈاکٹر قیصر بنگالی

شہری سی بی اے کے بنیادی رکن مشہور ماہر معیشت اور سوشل ڈیموکریٹکس موومنٹ کے مرکزی کوآرڈی نیٹر ہیں

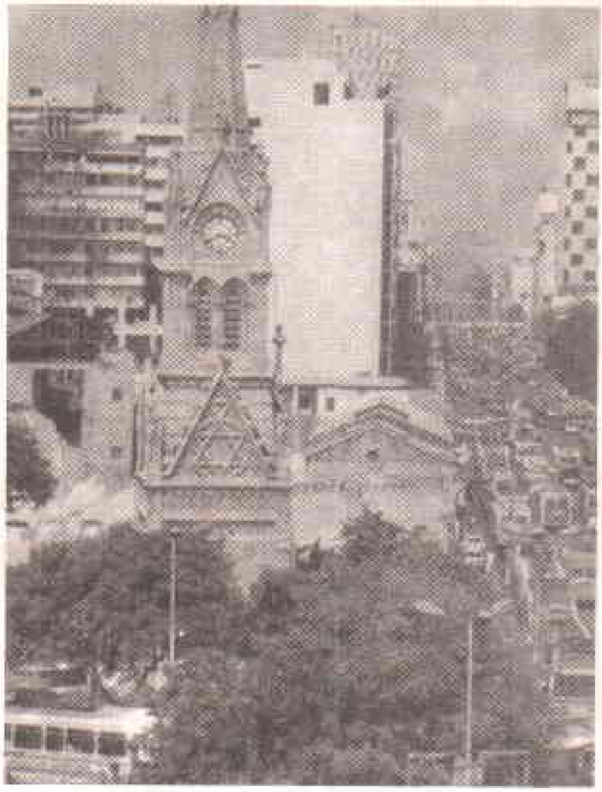

مجوزہ اصلاحات

ایک آئینی ترمیم کے ذریعے مندرجہ کم سے کم اصلاحات لانا ضروری ہیں تاکہ بحران میں کمی لائی جاسکے۔

۱۔ سینٹ کو بجٹ اور دیگر منی بل پر بحث کرنے اور ووٹ دینے کے اختیار سمیت وہ تمام اختیارات ملنے چاہئیں جو قومی اسمبلی کو حاصل ہیں۔

۲۔ متوازی قانون سازی کی فہرست' وفاقی قانون سازی کی فہرست کا حصہ دوم اور آمدنی پر ٹیکس۔ دولت اور غیر ملکی تجارت کے سوا ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں سے متعلق حصہ اول میں دی گئی تمام شرائط ختم کی جائیں۔

۳۔ بلدیاتی حکومتیں قائم کی جائیں۔ جن کے بازو انتظامیہ' قانون ساز اور عدلیہ ہوں۔ ان کی حیثیت وفاق کی تیسری اور بنیادی سطح ہو۔

۴۔ مقامی فہرست تیار کی جائے جس میں لوکل گورنمنٹ یونٹوں کے مخصوص کنٹرول کے موضوعات اور تمام مقامی فرائض کی صراحت ہو۔ مثلاً (زمین' ہاؤسنگ' پانی' سیوریج' صحت و صفائی' بجلی اور گیس کی تقسیم' مقامی سڑکیں' پبلک ٹرانسپورٹ' چھوٹے و مائیکرو انٹرپرائز (کاروبار) کی ترقی' زرعی توسیع اور باغبانی) ان کی تفصیل مقامی فہرست میں ہونی چاہئیں۔

امن پسند تنظیموں کی سرگرمیاں

تقریباً دو برس ہونے کو آئے جب ہندوستان اور پاکستان نے ایٹمی دھماکے کر کے ایٹمی طاقت ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس وقت سے ان دونوں ممالک کے عوام کے ساتھ ساتھ پوری دنیا اس خوف میں مبتلا ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی ایٹم بم کا استعمال کیا تو کیا ہوگا؟ چنانچہ امن کی حامی قوتیں سرگرم ہوگئیں۔ پاکستان اور بھارت میں امن و ترقی کے خواہشمند افراد نے ایسی تنظیمیں بنائیں جو امن کے جذبات کو فروغ دیتی ہیں اور دنیا بھر میں خصوصاً" جنوب مشرقی ایشیا میں اسلحہ کی دوڑ کے خلاف عوامی دباؤ کو تخلیق کرنا چاہتی ہیں۔ ایکشن کمیٹی اگینسٹ آرمز ریس (اکار) بھی ان میں ایک تنظیم ہے یہ مختلف امن گروپوں' تنظیموں اور افراد کا ایک اتحاد ہے جو کراچی میں سرگرم عمل ہے۔

گزشتہ دنوں جاپان سے ایک چار رکنی وفد کراچی آیا جس کا تعلق گلوبل پیس میکنگ ایسوسی ایشن سے تھا اس تنظیم کا ہیڈکوارٹر ہیروشیما (جاپان) میں ہے۔ وفد کے اراکین میں دو خواتین یوشی انداکی اور ہروکو موری تاکی تھیں۔ مسز تاکی کے والد فلاسفر تھے انہوں نے ہیروشیما میں ایٹم بم کی تباہ کاریاں دیکھی تھیں اس وقت جب پورا جاپان امریکہ سے شدید نفرت اور انتقام کے جذبے سے جل رہا تھا انہوں نے امن کے پیغام کا پرچار کیا اور کہا کہ جنگ مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ تباہی و بربادی سے خوشی و استحکام نہیں حاصل ہوسکتے۔ آج جاپان کی ایک بڑی آبادی ان خیالات کی حامی ہے۔ مسز تاکی خود بھی سرطان کے مرض میں مبتلا ہیں ساٹھ برس کی ہیں۔ امن کے پیغام کو پھیلانے میں پیش پیش ہیں۔

مسٹر آشی امیورا ریٹائرڈ مشین ڈیزائنر ہیں ۷۶ سال کے ہیں لیکن فعال ہیں۔ انہوں نے ایٹم بم اور جنگ عظیم دوم کی تباہ کاریاں دیکھی ہیں اور چاہتے ہیں کہ اب دوبارہ کبھی کہیں بھی ایٹمی جنگ نہ ہو۔ مسٹر اسٹیولیپر امریکی ہیں ان کا بچپن جاپان میں گزرا اور اب بھی وہ اپنا بیشتر وقت ہیروشیما میں گزارتے ہیں انہوں نے اس روز "اکار" کی جانب سے ہونے والے استقبالیہ میں ہیروشیما میں ایٹم بم کے حملے سے ہونے والی تباہ کاریوں کی سلائیڈز دکھائیں۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ لوگ جان بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے۔ ہزاروں نے آگ سے بچنے کے لئے دریا میں چھلانگ لگادی اور مرگئے۔ ہزاروں کو یہ پتہ ہی نہیں چلا کہ موت نے کب انہیں نگل لیا۔ ہر طرف سوختہ لاشیں بکھری ہوئی تھیں' سینکڑوں ناقابل شناخت لاشوں کو اجتماعی قبر میں دفن کیا جارہا تھا۔ ایک نفسانفسی کا عالم تھا تباہی و بربادی کے ہولناک و دہشتناک مناظر نے ہال میں موجود افراد کو صدردرجہ متاثر کیا تھا۔ ایٹم بم کے گرائے جانے سے پہلے ہیروشیما ایک جیتا جاگتا خوبصورت شہر تھا جو چند لمحات میں راکھ کا ڈھیر بن گیا تھا۔ ہیروشیما کے چار میل کے دائرے میں رہنے والے افراد بھی تابکاری کے اثرات سے محفوظ نہیں رہے۔ ہال میں موجود ہر شخص کے ذہن میں ایک ہی خیال تھا کہ اگر پاک و ہند میں ایٹمی جنگ چھڑی تو کیا ہوگا۔ اس کے اثرات بہت دور تک جائیں گے اور دونوں ممالک بری طرح تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

جاپانی وفد کے اعزاز میں "اکار" کی جانب سے ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ "اکار" کے صدر ڈاکٹر عزیز نے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ ہم دنیا سے ایٹمی اسلحے کا خاتمہ چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر اس تنظیم اور گروپ سے تعاون کریں گے جو اس سلسلے میں سرگرم عمل ہیں۔ ہم پاکستانی معاشرے میں تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحان کے خاتمے اور تحمل و بردباری کے جذبات کو فروغ دینے کے خواہش مند ہیں۔ ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ نیوکلیائی اسلحے اور وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے دیگر ہتھیاروں کے استعمال سے ہونے والی تباہی و بربادی

باقی صفحہ ۲۳ پر

سیمینار

(دائیں سے) جناب جمیل یوسف، شائق عثمانی ابوالانعام اور قاضی فائز عیسیٰ

ہماری عدالتوں کو معاشی طور پر خود مختار ہونا چاہیے

گزشتہ دنوں شہری سی بی ای اور فیڈرک نومان فائونڈیشن نے ہیلپ لائن ٹرسٹ اور سٹیزن پولیس لائژان کمیٹی (سی پی ایل سی) کے تعاون سے "عدلیہ کو مضبوط و طاقتور بنایا جائے" کے موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔

اسلام کے تعارفی اصولوں میں سے ایک اصول "عدل" (انصاف)ہے۔ جسے ہمارے معاشرے میں نظرانداز کیا گیا ہے۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ نے اظہار افسوس کیا کہ مختلف خیال مثلاً نظام مصطفیٰ اور شریعت عدالتوں پر عملدر آمد کیا گیا لیکن نمایاں نتائج حاصل نہیں ہوسکے۔

قاضی فائز عیسیٰ نے نظام کے اندر موجود خرابیوں کی درستگی کے ساتھ نشاندہی پر زور دیا اور کہا کہ عدالتی تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں قانون کی جزوقتی تعلیم دی جاتی ہے اور حاصل کی جاتی ہے۔ آپ دن میں کام کرسکتے ہیں اور شام کو قانون کی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔ برطانیہ میں جہاں میں نے تعلیم حاصل کی ہے ایک فرد کو ایک دستاویز پر دستخط کرنے پڑتے ہیں کہ قانون کی تعلیم حاصل کرتے وقت وہ کہیں ملازمت تو نہیں کر رہا ہے۔

> پاکستان میں مقدمہ بازی کی ثقافت ہے، پچاس فیصد مقدمات کی نوعیت غیر سنجیدہ ہوتی ہے

انہوں نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ ہمارے لاء کالجوں میں مناسب تعلیمی معیارات یا اصول پر عمل نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ صرف کوئٹہ کے لاء کالج میں ایک وقت میں ۷۰۰ طلباء داخل تھے جبکہ برطانیہ میں صرف ۱۱۰۰ نشستیں دستیاب ہیں جو ملکی و غیرملکی طلباء کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔

قاضی فائز عیسیٰ نے ایک دلچسپ مسئلے کو اٹھایا جب انہوں نے یہ کہا کہ پاکستان میں تمام قوانین اور رپورٹیں انگریزی میں دستیاب ہیں لیکن ایک فرد اردو میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے قانون کی ڈگری حاصل کرسکتا ہے۔

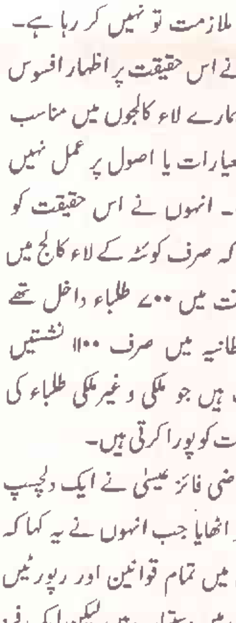

مطاہر اسمٰعیل موڈریٹنگ کر رہے ہیں

جناب قاضی فائز عیسیٰ نے کہا "پاکستان میں مقدمہ بازی کی ثقافت ہے۔" انہوں نے خصوصی عدالتوں کے قیام پر اعتراض کیا اور مشورہ کیا کہ ان کی بجائے باقاعدہ عدالتوں کی اہلیت میں اضافہ اور بہتری لائی جائے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں اٹارنی جنرلوں کی تقرری سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہے جو غلط ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اٹارنی جنرل اور وزیر قانون کے فرائض ایک ہی فرد سرانجام نہیں دے سکتا لیکن آج کل یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

ایسے حساس عہدوں پر کام کرنے والے افراد کی نجی پریکٹس پر بھی پابندی عائد کردینی چاہئے۔ قاضی صاحب نے اس قانون پر بھی تنقید کی جس کے تحت سپریم کورٹ کے جج کے ریٹائر ہونے کی

عمر کی حد ۶۵ برس ہے جبکہ ہائیکورٹ کے جج کے لئے عمر کی یہ حد ۶۲ برس ہے۔ انہوں نے کہا "سپریم کورٹ اور ہائیکورٹوں کے ججوں کے لئے ریٹائر ہونے کی عمر کی حد ایک ہی ہونی چاہئے"۔

جناب جمیل یوسف نے سی پی ایل سی کے عدلیہ کے ساتھ تعلق کے تجربہ کے بارے میں بات کی۔ جناب یوسف یہ محسوس کرتے ہیں کہ قانون توہین عدالت کی دوبارہ تعریف و تصریح کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ضرورت کے مطابق نتائج فراہم نہیں کرتا۔

انہوں نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ عدالتوں کی جانب سے موجود قوانین کی عجیب وغریب تشریح کی بدولت سی پی ایل سی کی مدد سے گرفتار ہونے والے ۸۰ فیصد اغواء برائے تاوان کی وارداتوں میں ملوث افراد بری کردیئے گئے۔ انہوں نے اس سلسلے میں چند خصوصی مقدمات کا تذکرہ بھی کیا۔

انہوں نے کہا کہ عدلیہ کو موٹر سائیکل پر ڈبل سواری جیسے مسائل پر بذات خود ایکشن لینے کی ضرورت ہے تاکہ عام آدمی کے مسائل میں کمی لائی جاسکے۔

سندھ ہائیکورٹ کے سابق جج جناب شائق عثمانی نے کہا کہ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ عدلیہ بھی ہمارے اس نظام کا ایک حصہ ہے۔ یہ ہی عدالتی نظام انگریزوں کے زیرانتظام نہایت کامیابی سے کام کرتا رہا کیونکہ اس وقت عدالتیں غیرجانبدار تھیں۔ غلام محمد نے حکومت کا خاتمہ کیا تو اعلیٰ انتظامیہ کو عدلیہ کے ساتھ براہ راست ٹکرایا گیا۔ انہوں نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ تباہ کن نتائج کے

رونالڈ ڈی سوزا اور ناظم حاجی

ہمارے ملک کا المیہ ہے کہ یہاں عدالت عالیہ ہر دو تین برس بعد حکومت کے اقتدار میں رہنے یا نہ رہنے کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے اور اعلیٰ ترین حکام اپنی بات منوانے کے لئے ہمیشہ عدلیہ کا گلا کاٹنے کے درپہ رہے ہیں

ساتھ یہ ٹکراؤ ہمیشہ جاری رہا۔

جناب عثمانی نے سوال کیا کہ دنیا میں کونسی عدالت ہے جو ہر دو برس بعد حکومت کے اقتدار میں رہنے یا نہ رہنے کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے۔ انہوں نے اس بات پر بھی افسوس کا اظہار کیا کہ اعلیٰ ترین حکام اپنی بات منوانے کے لئے ہمیشہ عدلیہ کا گلا کاٹنے پر مصر رہے ہیں۔ اس عمل کا نتیجہ حال ہی میں سپریم کورٹ پر حملے کی صورت میں نکلا ہے۔

جناب عثمانی نے تجویز پیش کی کہ ہماری عدالتوں کو معاشی طور پر خودمختار ہونے کی ضرورت ہے۔ خصوصی طور پر نچلی عدالتوں کے حالات کار کو بہتر بنانا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری سول عدالتوں کے طریقہ کار پر ۱۸۶۸ء سے عملدرآمد ہو رہا ہے۔ جب لارڈ میکاؤلے پہلی بار انہیں ضبط تحریر میں لائے۔ ان میں بھی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے "وولف رپورٹ" کا تذکرہ کیا جس نے برطانیہ میں سول طریقہ کار کے نظام کو مکمل طور پر تبدیل کردیا۔ جس کا نفاذ گزشتہ برس ہی ہوا ہے۔ پاکستان میں ضروری تبدیلیوں کے لئے یہ ایک نمونے کے طور پر کام دے سکتی ہے۔

جناب عثمانی نے کہا کہ پاکستان میں بہت زیادہ مقدمہ بازی ہوتی ہے۔ ان کے ذاتی تجربے کے مطابق ۵۰ فیصد مقدمات کی نوعیت غیرسنجیدہ ہوتی ہے۔ ان کو مقدمہ شروع ہونے سے پہلے ثالثی اجلاس کے تحت طے کیا جاسکتا ہے۔

انہوں نے یہ بھی تجویز کیا کہ ہمارے یہاں آئینی عدالتیں بھی ہونی چاہئیں جو صرف انتظامی نوعیت کے مقدمات کی سماعت کریں۔ وقت کی بچت کے لئے انہوں نے تجویز کیا کہ "تفصیلی استدلالی فیصلوں" کے نظام کو ختم کردینا چاہئے۔ مغربی ممالک میں عام طور پر ایک صفحے کے فیصلے سامنے آجاتے ہیں۔

سندھ ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر جناب عبدالانعام نے کہا کہ عدالتوں کے فیصلوں پر تبصرہ کرنے پر کسی فرد پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے ہمیں اس بارے میں بہت واضح ہونے کی ضرورت ہے کہ ہمارے نظام کی بنیاد "قانون" کی ضرورت پر رکھی گئی ہے یہ بنیاد اصول انصاف پر نہیں رکھی گئی ہے۔

انہوں نے نظام کی بہت سی خرابیوں کو تسلیم کیا اس سلسلے میں انہوں نے وکلاء کی انرولمنٹ کے نظام کی مثال دی۔ انہوں نے مستقل عدالتی کمیشن کے قیام کی تجویز پیش کی جو ضرورت کے مطابق قانون میں ترمیمات تجویز کرے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں عوام میں قانون کی عزت کرنے کی ثقافت کو بھی نشوونما دینے کی ضرورت ہے۔

تقاریر کے اختتام پر سوال وجواب کا ایک دلچسپ دور چلا جس میں موضوع سے متعلق مختلف اہم مسائل زیربحث آئے۔

انتظامی ڈھانچہ عوام کو سلامتی و تحفظ کی فراہمی میں ناکام رہا ہے

کراچی میں حالیہ قانون اور نظم و ضبط اور عوامی تحفظ و سلامتی کی صورتحال بمشکل کسی تبصرے کی مستحق ہے– موجودہ انتظامی ڈھانچہ امن و امان کی صورتحال اور عوامی سلامتی و تحفظ کے مسئلے سے نمٹنے میں مکمل طورپر ناکام رہا ہے جس کے نتیجے میں شہر میں مجرمانہ سرگرمیوں میں حددرجہ اضافہ ہو رہا ہے–

صاف

ظاہر ہے کہ مجرمانہ انصاف کا نظام اسی وقت موثر اور اہلیت کے ساتھ کام کرسکتا ہے جب نظام کے دیگر اجزاء ہم آہنگی و مربوط انداز میں کام کریں بدقسمتی سے متعلقہ ادارے اپنے وسیع اختیارات کا استعمال غیرمربوط طریقے پر کرتے ہیں اور اکثر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پاکستان میں موجودہ مجرمانہ انصاف کے نظام کا ارتقاء برصغیر میں انگریزوں کی حکمرانی کے دور میں ہوا یہ نوآبادیاتی حکومت کے مقاصد کو ترجیحاً حاصل کرنے سے پوری طرح منسلک تھا۔ مثلاً مقامی لوگوں پر سخت کنٹرول کو برقرار رکھنا تاکہ راج کے استحکام کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوسکے۔ یہ مقصد ضلعی افسر کے دفتر کے ذریعے قابل تعریف طریقے پر حاصل کیا گیا جو نوآبادیاتی حکومت کے کارندے کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ سر جیمز اسٹیفن نے ۱۸۶۸ء میں وضاحت کی کہ "ہندوستان میں انگریزوں کی حکمرانی کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ضلعی افسر کی حیثیت کو برقرار رکھا جائے"۔

انگریزوں کی حکمرانی سے آزادی نے مجرمانہ انصاف کے نظام کو حقیقی مقاصد میں شدید تبدیلی پیدا کی۔ پاکستان اب کوئی نوآبادی نہیں ہے چنانچہ نوآبادی کا انتظام چلانے کے لئے مرتب کیا گیا نظام آزاد عوام کی توقعات پر پورا نہیں اتر سکتا۔ انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کرنے کا عمل تقریباً" پورا ہوچکا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ نظام میں دیگر ضروری تبدیلیاں کسی تاخیر کے بغیر لائی جائیں تاکہ پاکستان کے لوگ مجرمانہ انصاف کے نظام کو محسوس کرنا شروع کریں جو منصفانہ ہو، کم پریشان کن ہو، نسبتاً کم مہنگا ہے اور سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ یہ کارگزار اور موثر ہے۔

> موجودہ پولیس نظام میں بیشتر بھرتیاں سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہیں جس کی وجہ سے یہ ایک متنازعہ سیاسی ادارہ بن گیا ہے

یہ مشاہدہ ہے کہ موجودہ انتظامی نظام نوآبادیاتی قانون نظام کی بنیاد پر قائم ہے جس میں پولیس ریاست کا صرف ایک کچلنے والا بازو ہے۔ جس کی ڈور ضلعی مجسٹریٹ کے ہاتھ میں ہے اس انتظام میں پولیس اور ایگزیکٹو مجسٹریٹ پر قانون کی بالادستی، امن و امان کو قائم رکھنے اور انسداد جرائم کی دوہری ذمہ داری ہے اس طرح کوئی ایک ادارہ بھی کسی خصوصی حالت کا حقیقی طورپر ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ یہ طریقہ ایک بہت سہل اور آرام دہ نظام فراہم کرتا ہے جس میں پولیس کے معاملات میں سیاست داخل کی جاسکتی ہے جس کے نتائج بہت واضح ہیں پولیس فورس کو ایک غیرجانبدار سیاسی ادارہ بنانے کے ساتھ ساتھ اسے عوامی خدمات اور سیاست کے جمہوری ادارے دونوں کی نگرانی اور کنٹرول میں رکھا جائے۔ حقیقت میں یہ ہی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مزید مشاہدہ یہ بھی بتاتا ہے کہ موجودہ پولیس نظام میں بیشتر بھرتیاں سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ ایک متنازعہ سیاسی ادارہ بن گیا ہے۔ دیگر عوامل مثلاً نامناسب تربیت، ماہرانہ قیادت کی کمی، ناکافی تنخواہیں اور فرسودہ قوانین طریقہ کار پر بھی توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ ترقی یافتہ مغربی ممالک بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا اور جاپان سمیت مختلف پولیس

نظاموں کے مطالعے کے بعد یہ سمجھا جاتا ہے کہ جاپانی پولیس نظام کراچی، لاہور راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ جیسے شہروں کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ یہ خاصے موثر طریقے پر پولیس کو سیاست سے جدا رکھتا ہے۔ کمیونٹی کی شرکت کے ذریعے یہ پولیس کا بہتر احتساب پیش کرتا ہے۔ اور پولیس فورس میں کمیونٹی کی خدمت کے خیال کو جاگزیں کرتا ہے۔ جاپانی نمونہ قومی اور کاملیت کی دونوں سطحوں پر سیاسی طور پر غیرجانبدار پولیس تنظیم اور جمہوری طور پر کنٹرول کئے جانے کا احساس رکھتا ہے۔

جاپان پر اتحادی افواج کے قبضے کے بعد قابض افواج کے اعلیٰ اتحادی کمانڈر جنرل ڈگلس میکارتھر نے جاپان کے وزیراعظم کو ستمبر ۱۹۴۷ء کو ایک خط لکھا تھا جس میں ان سے کہا گیا تھا کہ جاپان کے لئے ایک نئی پولیس فورس تخلیق کی جائے ایک ایسی پولیس جو اس وقت متعارف کئے گئے جمہوری اداروں کی حوصلہ افزائی کرے اور انہیں برقرار رکھے۔ اس کے نتیجے میں ۱۹۴۹ء میں پولیس قانون اور بعدازاں ۱۹۵۴ء کا پولیس قانون آیا۔

مندرجہ ذیل ادارے تخلیق کئے گئے۔

- قومی سطح پر وزیراعظم کے تحت قومی پولیس سلامتی و تحفظ کمیشن کا قیام۔
- گورنر کے تحت کامل (صوبائی) عوامی تحفظ کمیشن۔
- قومی عوامی تحفظ و سلامتی کمیشن کے تحت کمیشن۔

قومی عوامی تحفظ و سلامتی کمیشن ایک انتظامی کمیشن ہے جس کے پانچ اراکین ہیں۔ جبکہ کامل عوامی تحفظ

موجودہ انتظامی نظام نوآبادیاتی قانونی نظام کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے جس میں پولیس ریاست کا صرف ایک کچلنے والا بازو ہے جس کی ڈور ضلعی مجسٹریٹ کے ہاتھ میں ہے

کمیشن کے اراکین کی تعداد تین اور پانچ کے درمیان رہتی ہے اراکین کو وزیراعظم رسمی طور پر نامزد کرتا ہے۔ لیکن اس کی منظوری پارلیمنٹ کے دونوں ایوان دیتے ہیں۔ قانون سیاسی جماعتوں کے اراکین کی تقرری کی اجازت دیتا ہے لیکن انہیں پابند کرتا ہے کہ وہ پولیس میں سرگرم نہیں ہوں گے۔ کسی ایک سیاسی جماعت سے تعلق رکھنے والے اراکین کی تعداد دو سے زیادہ نہیں ہوتی لیکن یہ طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے کہ عوامی تحفظ کمیشن میں ایسے آدمی کو نامزد نہ کیا جائے جو کسی سیاسی جماعت سے منسلک ہو بلکہ ایسے افراد کو ترجیح دی جاتی ہے جو قومی سطح پر شہرت رکھتے ہوں اور ان کا تعلق وکلاء، صحافیوں، تاجروں، اسکالروں، سماجی کارکنوں وغیرہ کی برادری سے ہو۔ اراکین پانچ برس کی مدت کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں اور انہیں اسی وقت ہٹایا جاسکتا ہے جب وہ جسمانی طور پر معذور نہ ہو جائیں یا وہ بدعنوانیوں میں ملوث ہوں۔ پارلیمنٹ میں مقدمہ چلانے کے بعد ہی ان کو ان کے عہدوں سے ہٹایا جاسکتا ہے۔

مدت کار کی ضمانت کسی غیرمتعلق دباؤ کے خلاف تحفظ فراہم کرتی ہے۔ کمیشن کا چیئرمین ایک وزیرِ مملکت ہوتا ہے جو وزارت کی نمائندگی کرتا ہے جو

عوام کے تحفظ و سلامتی و قانون کی حکمرانی کی ذمہ دار ہے۔ عام طور پر چیئرمین کو فیصلوں میں رائے دینے کا حق حاصل نہیں ہے تاکہ دوسرے اراکین کی آزادی کو یقینی بنایا جاسکے۔ لیکن اگر کسی مسئلے پر مخالفت اور حمایت میں آنے والے ووٹ برابر ہوں تو چیئرمین کو فیصلہ کن ووٹ ڈالنے کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔

عوامی سلامتی و تحفظ کمیشن کو پولیس معاملات کے لئے پیشہ ورانہ انتظامی ذمہ داریاں نبھانی پڑتی ہیں۔ اس کے باوجود اسے خصوصی پولیس معاملات میں پولیس فورس پر براہ راست کنٹرول نہیں ہے۔ وہ پولیس تنظیموں کے سربراہوں کے ذریعے پولیس فورس کا انتظام چلاتے ہیں۔

پولیس کو غیرمتعلق دباؤ اور اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹوکیو میٹروپولیٹن پولیس ڈپارٹمنٹ کے سربراہ کی تقرری یا برطرفی ٹوکیو پبلک سیفٹی کمیشن کے لئے سیکریٹریٹ کے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ اور مختلف پولیس فورسز کے درمیان عملے کے معاملات۔ منصوبہ بندی اور تحقیق۔ ہائی ویز ٹریفک کنٹرول۔ معیارات کی یکسانیت، پولیس کمیونی کیشن، جرائم کے ارتکاز وغیرہ جیسے معاملات کو مربوط بنانے والی تنظیم کا کام بھی کرتی ہے۔

یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ ٹوکیو میٹروپولیٹن پبلک سیفٹی کمیشن تخلیق کیا جائے۔ اس کے اولین فرائض میں شہریوں کے مفادات کا تحفظ، پولیس میں نظم و ضبط پیدا کرنا ہے۔ پولیس کو غیرمتعلق مداخلت سے محفوظ رکھنا اور پولیس آپریشن کی اہلیت اور ذہانت کو یقینی بنانا شامل ہیں۔ کمیشن میٹروپولیٹن پولیس کے سربراہ کا انتخاب اور تقرری بھی کرے گا۔ کمیشن ایک چیئرمین اور آٹھ اراکین پر مشتمل ہوگا قائد حزب اقتدار اور اختلاف حکومت اور اپوزیشن کا ایک ایک رکن نامزد کریں گے اوپر کی گئی نشاندہی کے مطابق

باقی صفحہ ۲۱ پر

پولیس کی تنظیم نو کیلئے مجوزہ اصلاحات

اگرچہ جرائم کے انصاف کے موجودہ نظام کی بنیادی نوعیت کی تبدیلیوں کی بہت گہرائی اور گیرائی کے ساتھ مطالعے کی ضرورت ہے۔ لیکن مندرجہ سفارشات سمیت پولیس ایکٹ ۱۸۸۱ کو بدلنے کے لئے سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

○ وہ تمام عملی قوانین جو کسی بھی طرح جرائم کے مقدمات کو تیزی سے نمٹانے کی راہ میں آڑے آتے ہوں ان کی مناسب ترمیم کی جائے ایک دفعہ کسی جرم کے مقدمے کی سماعت شروع ہو جائے تو انتہائی غیر معمولی حالات کے سوا اسے ملتوی نہ کیا جائے۔

○ اعلیٰ عدلیہ کے مشورے سے اپیل کے مراحل اور مقدمات کو نمٹانے کے لئے ایک مناسب و متفقہ مدت مقرر کی جاسکتی ہے۔

○ قانون کی حکمرانی کے ثبوت و شہادت کو ہمارے معاشرے کی ضرورت و تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے۔

○ جھوٹے حلف کے خلاف قانون کی حکمرانی کو مزید موثر بنایا جائے تاکہ فریق مقدمہ افراد کے لئے دل شکنی کو حددرجہ بڑھا دیا جائے۔ پروفیشنل دغاباز و دھوکہ باز افراد کو ہمیشہ یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنی چالاکیوں کی بدولت صاف بچ نکلیں گے وہ اکثر عدالتی نظام کے ساتھ کھیل کھیلتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ ان افراد کی حوصلہ شکنی بہت ضروری ہے۔

○ پولیس کا وقت ضائع و برباد کرنا ایک بڑا جرم قرار دیا جائے۔ برطانیہ سمیت بہت سے ممالک میں یہی صورتحال ہے۔ اسی طرح استغاثہ اور لوگوں کو تنگ و پریشان کرنے میں ملوث پولیس والوں کو مثالی سزائیں دی جائیں۔ اس سے نظام کی اہلیت، انصاف و مساوی برتاؤ کے فروغ میں مدد ملے گی۔

○ جرائم کے ان مقدمات کو سماعت کے لئے عدالتوں میں بھیجنے سے عوام کی کوئی خدمت نہیں ہوگی جن کے بارے میں شہادتیں کمزور اور ناکافی ہوں۔ اس کے برخلاف اس عمل و طریقے سے عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار ہو جاتی ہے اور دل جمعی کے ساتھ ان کے فیصلے نہیں ہوتے۔ نظام کو مزید اہل اور جرائم کے انصاف کے کم تر ذرائع کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ موثر چیک اینڈ بیلنس (نگرانی کے بہتر نظام) کو ترجیح دی جائے اور تفتیشی افسران کی صوابدید پر یہ بات ہو کہ وہ ناکافی شہادتوں کے مقدمات کو عدالت میں نہ بھیجیں۔

○ نئی چیزیں رائج کرنے والے اداراتی انتظامات کی ضرورت ہے جن میں عوام کی شرکت ہو تاکہ مقدمات کی رجسٹریشن مفت و آسان ہو اس سلسلے میں کراچی میں سی پی ایل سی نے ایک مفید رجحان قائم کیا ہے۔

○ حاجت مندوں کے لئے مفت قانونی امداد کے انتظام کو ضلع کی سطح پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

○ استغاثہ کے معیار کو بڑھانے کے لئے پاکستان کی ایک نئی استغاثہ سروس ہونی چاہئے جس میں پاکستان کی پولیس سروس اور دیگر اے پی یو جی خدمات کے خطوط پر بھرتی ہو اور منظم ہو۔

○ دفاع کے وکلاء کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے معیاری سند دینے کے نظام کو متعارف کرایا جائے جیسا کہ آئی ایس او سیریز کے تحت تجارتی اور دیگر تنظیموں کا کیس ہے۔

○ موجودہ نظام میں ایک عدالت کے دائرہ اختیار ایک مخصوص علاقے کے ساتھ منسلک ہیں اس کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس کی بجائے جرائم کے تعزیری قوانین میں ترمیم کی جائے جس کے تحت ایک ہی ضلع کی اہل دائرہ اختیار رکھنے والی ہر عدالت اپنے سامنے پیش ہونے والے جرم کے ہر مقدمے کی سماعت اہلیت کے ساتھ کرسکے۔ ایسا نظام برطانیہ و دیگر ترقی یافتہ ممالک میں بخوبی رائج ہے۔ حتیٰ کہ بھارت اور بنگلہ دیش میں بھی یہ قائم ہے۔ فریقین کو یہ علم قطعی نہیں ہوتا کہ کون سی مخصوص عدالت ان کے مقدمے کی سماعت کرے گی۔ سماعت کی مقررہ تاریخ پر کوئی بھی اہل عدالت مقدمے کی سماعت کرسکتی ہے۔ اس نظام کے بہت سے واضح فائدے ہیں۔ جس میں ایک اہلیت میں اضافہ ہے کیونکہ اگر اس دن وہ مخصوص عدالت جس میں ابتداء میں ان کا مقدمہ بھیجا گیا تھا کسی وجہ سے سماعت کرنے کے قابل نہ ہو تو بھی فریقین کو ہر حال میں سنا جائے گا۔

○ ایک آزاد تحقیقی ادارہ قائم کیا جاسکتا ہے تاکہ جرائم کے انصاف کے اعداد و شمار کو مسلسل مانیٹر کیا جاسکے اور ان کا تجزیہ کیا جاسکے۔ یہ کام مکانی جرائم کے تجزیاتی نظام (SCAS) کے تحت کیا جائے گا وہ طریقہ اور ذرائع تجویز کرے گا تاکہ نظام کی اہلیت میں اضافہ ہوسکے۔ ساتھ ہی پاکستان کی بڑی یونیورسٹیوں میں جرائم سے متعلق تحقیق کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

باقی صفحہ ۲۱ پر

ریحانہ افتخار

فصیلوں کے ادھر

پاکستان کی فعال خواتین پر ایک مستند کتاب

● یوم خواتین کے موقع پر ایک کتاب "فصیلوں کے ادھر" کی تقریب رونمائی کراچی پریس کلب میں ہوئی کتاب کی مصنفہ ش۔ فرخ ہیں یہ کتاب نوے (۹۰) پاکستانی ایکٹوسٹ خواتین کے انٹرویو پر مشتمل ہے۔ تقریب کی مہمان خصوصی جسٹس (ریٹائرڈ) ماجدہ رضوی تھیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ خواتین گزشتہ پچاس برسوں سے اپنے حقوق کے لئے لڑ رہی ہیں اور یہ جنگ مسلسل جاری رہے گی کیونکہ راہ اب بھی بہت طویل و کٹھن ہے۔

● انیس ہارون حقوق انسانی کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خواتین اپنی طویل جدوجہد کے باوجود گزشتہ پچاس برسوں میں اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ اور وہ اپنے اہم اور بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ اب یہ وقت کی اہم ضرورت اور تقاضہ ہے کہ وہ اپنے لائحہ عمل میں تبدیلی لائیں تاکہ وہ آنے والے اگلے پچاس برسوں میں کچھ تو حاصل کر سکیں۔

کتاب کی مصنفہ ش۔ فرخ نے اس موقع پر کہا کہ پاکستان کی پوری تاریخ میں ضیاء الحق کا گیارہ سالہ دور حکومت خواتین کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوا ہے کیونکہ اسی دور میں خواتین کے خلاف امتیازی قوانین وجود میں آئے۔ جن کے تحت اکثر خواتین مظلوم کی بجائے ملزم قرار دی گئیں۔ یہ خواتین آج بھی موجود ہیں۔ حالانکہ کئی جمہوری حکومتیں آئیں اور ختم ہوئیں لیکن بھاری مینڈیٹ کا دعویٰ کرنے والی جمہوری حکومت نے بھی ان امتیازی قوانین کو ختم کرنے میں دلچسپی نہیں لی۔

ش۔ فرخ نے اپنی یہ کتاب رضیہ بھٹی مرحومہ کے نام معنون کی ہے رضیہ کے شوہر، بیٹا کامل اور بیٹی سائرہ بھی موجود تھے بعدازاں مہمان خصوصی نے کامل اور سائرہ کو کتاب پیش کی۔

پریس کلب کی ادبی کمیٹی کے صدر جناب حسن عابدی صاحب نے کتاب پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ "فصیلوں کے ادھر" پاکستانی خواتین کی پچاس سالہ تگ و دو کو ایک جگہ سمیٹنے کی کامیاب کوشش ہے۔

مجاہد بریلوی کا کہنا تھا کہ یہ کتاب جہاں خواتین کی تحریکوں پر روشنی ڈالتی ہے وہاں ان باہمت خواتین کا تعارف بھی کراتی ہے جو اپنی ذاتی اور تنظیمی حیثیت میں معاشرے کے اندر مثبت تبدیلی لانے کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ ان میں ڈاکٹرز ہیں ماہر نفسیات بھی ہیں صحافی اور قانون دان بھی۔ فنکار بھی ہیں اور غیر سرکاری تنظیموں کے بانی اور کارکن بھی۔ یہ وہ خواتین ہیں جنہوں نے پاکستانی عورت کو نہ صرف اپنی طاقت اور اہمیت کا شعور بخشا بلکہ اس کے لئے اس مقام کی نشاندہی بھی کی جہاں سے وہ اپنی بات منوا سکتی ہے۔

یوم خواتین کے موقع پر منظرعام پر آنے والی اس کتاب کو نہ صرف خواتین بلکہ مردوں نے بھی بہت ذوق و شوق سے خریدا اور مصنفہ سے اس پر آٹوگراف لئے۔ تقریب میں خواتین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جنہوں نے ثیما کرمانی سے ایک نہایت خوبصورت نظم بھی سنی۔ اور پھر انہوں نے اسٹریٹ تھیٹر راستی کے پیش کردہ ڈرامے کو بھی نہایت دلچسپی سے دیکھا جس میں خواتین کے مسائل کو اجاگر کیا گیا تھا شہر کی غیر سرکاری تنظیموں نے خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے واقعات کو پوسٹروں کے ذریعے نمایاں کیا اور حقوق کے لئے نعرے بھی لگائے۔ آخر میں انہوں نے تشدد کے خاتمے اور حقوق کے تحفظ کے لئے مشعلیں روشن کیں۔ اور اس طرح ایک خوبصورت تقریب اختتام کو پہنچی۔

جسٹس (ریٹائرڈ) ماجدہ رضوی رضیہ بھٹی کی صاحبزادی سائرہ بھٹی کو کتاب دے رہی ہیں

خطیب احمد

محتسب اعلیٰ کا منصب

حکومتی اداروں کی ناانصافی کی تشخیص و تحقیق کرنا ہے

حکومت نے وفاقی اور صوبائی محتسب اعلیٰ مقرر کئے ہیں تاکہ عوام کو سرکاری اداروں اورافسران کے خلاف شکایات درج کرانے میں معاونت مل سکے اور ان کے مسائل حل ہوسکیں۔

یہ ادارہ ۱۹۸۳ء میں صدارتی (اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر) کے حکم نمبر ایک بعنوان وفاقی محتسب اعلیٰ کے دفتر کے قیام کا حکم ۱۹۸۳ء کے تحت وجود میں آیا۔

کارگزاری کی وسعت

محتسب اعلیٰ کا کام وفاقی حکومت کے کسی بھی ادارے (وزارت' ڈویژن' شعبے' کمیشن' دفتر' قانونی کارپوریشن یا اس کا قائم کردہ یا کنٹرول کردہ کوئی بھی ادارہ) کی بدانتظامی کی بدولت کسی بھی فرد کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کی تشخیص و تحقیق کرنا اور اس کی درستگی اور مداوا کرنا ہے۔ لیکن سپریم کورٹ' سپریم جوڈیشل کونسل' وفاقی شریعت عدالت یا صوبائی ہائیکورٹ اس کی رسائی سے باہر ہیں۔

دائرہ اختیار

محتسب اعلیٰ کا دائرہ اختیار پورے پاکستان پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کی مدت ملازمت صرف چار برس ہے (اس میں توسیع یا دوبارہ ملازمت کا کوئی امکان نہیں ہے)

اختیارات

محتسب اعلیٰ ایک متاثرہ فرد کی شکایت' صدر کی ہدایت' وفاقی کونسل' قومی اسمبلی' سپریم کورٹ یا ہائیکورٹ کی ایک تحریک پر کسی بھی ادارے اس کے حکام اور ملازمین کی جانب سے ہونے والی بدانتظامی کے کسی بھی الزام کی تحقیق کرا سکتا ہے۔

مندرجہ بالا معاملات کے علاوہ عدالتوں میں زیر سماعت یا پاکستان یا کسی دوسری غیر ملکی ریاست کے بیرونی امور' پاکستان کے دفاع یا مسلح افواج سے متعلق معاملات بھی ہیں۔ محتسب اعلیٰ تحقیق کو مکمل کرکے اپنی سفارشات متعلقہ ادارے کو بھیجنے کا پابند ہے تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے اور مناسب اقدام اٹھائے جاسکیں۔

اثر آفرینی

شہریوں کے ذہنوں میں ابھی تک موثر طریقے پر یہ ادارہ جگہ نہیں بنا سکا ہے کہ وہ عام شہریوں کی شکایات کا مداوا کرسکتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ طویل تحقیقی طریقہ کار اور متعلقہ وفاقی ادارے (یا جس کے خلاف تادیبی کارروائی کی سفارش کی گئی ہو) تاخیری ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور سپریم کورٹ میں اپیل کردیتے ہیں عام طور پر وہ محتسب اعلیٰ کی سفارشات پر عملدرآمد کرنے سے منکر ہوتے ہیں۔

تصویر کا روشن پہلو یہ ہے کہ شہریوں کو در تو کھلا ہوا ملا ہے جہاں وفاقی اداروں کے خلاف ان کی شکایات کا مداوا ہوسکتا ہے اور انہیں اس کے لئے کسی عدالت میں جانا نہیں پڑتا۔ جہاں تاخیر حد درجہ ہوسکتی ہے۔

صوبائی محتسب اعلیٰ (سندھ)

نقطہ آغاز اور قانونی حیثیت

سندھ محتسب اعلیٰ کا ادارہ ۱۴ مئی ۱۹۹۱ء کو سندھ آرڈی نینس نمبر ایک ۱۹۹۱ء کے تحت وجود میں آیا۔

کارگزاری کی دسترس و رسائی

صوبائی محتسب اعلیٰ کا فرض ہے کہ وہ ہائیکورٹ کے سوا صوبائی حکومت کے کسی بھی ادارے (شعبے کمیشن یا قائم کردہ کارپوریشن۔ ادارہ) کی بدانتظامی کے باعث کسی بھی شخص کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کے خلاف تشخیص' تحقیق' مداوا اور درستگی کرے۔

دائرہ اختیار

اس کا دائرہ اختیار پورے صوبہ سندھ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی مدت چار برس ہے۔ اس کی دوبارہ تقرری نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اس کی مدت ملازمت میں توسیع ہوسکتی ہے۔

اختیارات

محتسب اعلیٰ پوری طرح بااختیار ہے کہ وہ کسی فرد کی شکایت' گورنر کے ریفرنس صوبائی اسمبلی یا ہائیکورٹ کی تحریک یا ذاتی تحریک پر کسی بھی ادارے کے بارے میں ملنے والی بدانتظامی کی

باقی صفحہ ۷۱ پر

شہری سرگرمیاں

نوجوان اور شہری معاشرہ

آزادی اور کشادہ معاشرے کی ضرورت

گزشتہ دنوں شہری نے فیڈرک نومان فائونڈیشن کے تعاون سے کراچی کے اعلیٰ سطح کے مختلف تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کے لئے ایک باہمہ گر عمل کی ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔

فرحان انور میزبانی کے فرائض ادا کرتے ہوئے

شہری نے حال ہی میں شہر کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملک میں بہتر شہری معاشرے کے قیام کے کام میں شامل کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ ورکشاپ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔

جناب فرحان انور ایگزیکٹو ممبر شہری سی بی ای نے حصہ لینے والے طالب علموں کو مختصر سا تعارف کرایا۔ انہوں نے ورکشاپ کے موڈریٹر کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ ورکشاپ کے دوران بحث کے لئے مندرجہ تین موضوعات منتخب کئے گئے۔

- معیشت کی صورتحال
- حقیقی جمہوریت کا قیام
- تحفظ حقوق انسانی

طلباء کے چھوٹے چھوٹے گروپ تشکیل دیئے گئے اور ان سے کہا گیا کہ وہ آپس میں ان مسائل پر پاکستانی معاشرے کے تناظر اور ان سے منسلک دیگر مسائل اور عام پاکستانی کی زندگی پر جو اثرات یہ مسائل ڈال رہے ہیں ان پر بحث کریں اور ان مسائل سے منسلک بحران سے نمٹنے کے لئے کچھ رہنما خطوط و حکمت عملیاں بھی وضع کریں۔

گروپ کے عملی اجلاس کی حاصل کردہ معلومات کی دستاویز تیار کی گئی جسے بعد میں مکمل اجلاس کے سامنے پیش کیا گیا۔

گروپ اول
معیشت کی صورتحال

پہلے گروپ کا یہ خیال تھا کہ پاکستان وسیع ذرائع سے مالامال ہے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ چھوٹے لیکن طاقتور گروہ قوم کی تقدیر کے مالک بنے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں قوم کی دولت کا ارتکاز صرف چند ہاتھوں میں ہے۔

گروپ نے خودانحصاری کی اہمیت پر زور دیا اور ملک سے پیسے کے بے قابو بہاؤ کو روکنے پر بھی زور دیا۔ اسی طرح گروپ نے یہ محسوس کیا کہ ملک سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنرمند افراد باہر جارہے ہیں "ذہانت کا ضیاع" کے اس مسئلے کی روک تھام کی ضرورت ہے بلکہ غیر ممالک میں رہائش پذیر تعلیم یافتہ اور امیر پاکستانیوں کو ملک میں واپس بلانے کی تراکیب کرنی چاہئے تاکہ وہ قوم کی تعمیر و ترقی کے عمل میں حصہ لے سکیں۔

گروپ نے یہ بھی محسوس کیا کہ ہمیں آمدنی بڑھانے کے متبادل اور نئے ذرائع میں سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً سیاحت کی صنعت کو ترقی دی جائے۔ پاکستان حسین مناظر اور تاریخی مقامات سے مالامال ہے۔ جنہیں عالمی درجے کے سیاحتی مقامات کے طور پر محفوظ کرنے اور ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مقامی ہنروفن کو فروغ دینے کی بھی ضرورت ہے۔

گروپ کا یہ بھی خیال تھا کہ ہمارے اپنے ملک کے اندر ہی اپنی اشیاء کے لئے ایک عظیم مارکیٹ کو ترقی دینے کی گنجائش ہے برآمدات کی آمدنی اور درآمدات کے اخراجات کے درمیان خلیج کو کم سے کم کرنے کی ضرورت ہے۔

گروپ دوئم
حقیقی جمہوریت کا قیام

پاکستان نے اپنی مختصر سی تاریخ میں جن مختلف اقسام کی حکومتوں اور حکمرانی کے نظاموں کا مشاہدہ کیا گروپ نے ان کا نہایت تفصیلی جائزہ پیش کیا اور پھر مستقبل میں دستیاب حق انتخاب پر بحث کی۔

گروپ نے یہ محسوس کیا کہ پاکستان کے لئے پارلیمانی جمہوری نظام بہترین ثابت ہوسکتا ہے۔ لیکن ایسے نظام کے قیام کے لئے بنیادی شرائط اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اس مسئلے کی ایک بڑی وجہ ناخواندگی ہے۔ گروپ نے ریاست کے تمام ستونوں کے درمیان ہم آہنگ عملی رشتے اور فرائض میں شفاف پن کو یقینی بنانے کے لئے مناسب نگرانی اور توازن کی اہمیت پر زور دیا۔

انہوں نے معاہدہ واشنگٹن کی حالیہ مثال دی جہاں سابق وزیراعظم نے ایک ایسی دستاویز پر دستخط کئے جس میں ہمارے ملک کے لئے شدید جنگی دوررس اثرات پوشیدہ تھے لیکن انہوں نے ایسا کرتے وقت پارلیمنٹ، حزب اختلاف یا عوام کو اعتماد میں نہیں لیا۔

گروپ نے انتخابی اصلاحات لانے کی اہمیت پر بھی بحث و مباحثہ کیا تاکہ اسمبلیوں میں عوام کی حقیقی نمائندگی ہونے کا ایک بہتر موقع مل سکے۔

گروپ سوئم
تحفظ حقوق انسانی

گروپ کا خیال تھا کہ ہمارے معاشرے میں ہمیں بچپن ہی سے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے کام مختلف ہیں گروپ کا یہ بھی خیال تھا کہ اس کے ذمہ دار والدین ہیں جو ہمارے مخصوص سماجی، معاشرتی و ثقافتی رجحانات کا شکار ہیں۔

گروپ نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ ہمارے معاشرے میں انفرادیت کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے جبکہ لوگ اطاعت کے رویئے میں ہی خوشی و سکون محسوس کرتے ہیں۔

ہمیں بچپن ہی سے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کے کام مختلف ہیں جس کے ذمہ دار والدین ہیں جو مخصوص معاشرتی اور ثقافتی رجحانات کے شکار ہیں

انہوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ ہمارے ملک میں انسانی حقوق کے مسئلہ پر مختلف مظاہرے ہوئے ہیں۔ ہمارے یہاں مذہبی گروپ بندی ہے۔ قانون نافذ کرنے والے عوام دوست نہیں ہیں۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر خبرنامے میں ہر روز بنیادی انسانی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں حدود آرڈی ننس جیسے قوانین ہیں۔

بہت سے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ خواتین کے خلاف امتیازی قوانین ہیں۔

گروپ نے یہ بھی محسوس کیا کہ ہمیں ایک زیادہ اور کشادہ معاشرے کی ضرورت ہے۔ جہاں لوگوں کو اپنی جگہ تخلیق کرنے کی آزادی ہو۔

گروپ کی پیش کردہ نکات پر بعد میں غور و فکر عمل ہوا جس میں تمام حصہ لینے والے طلباء سے ان کی رائے طلب کی گئی کہ قومی ترقی کے عمل کے وہ کون سے شعبے ہیں جن کا انتظام تبدیلی کے مختلف کارندے کریں۔ مثلاً حکومت، نجی شعبہ، این جی اوز/سی بی اوز یا ان شعبوں کے درمیان شراکت داری ہو۔

آخر میں فرحان انور نے طلباء کے لئے ۲۰۰۰ء میں نوجوانوں کی شرکت کے لئے شہری کے متوقع پروگرام کا خاکہ پیش کیا۔

خطیب احمد اور عمران جاوید

لبرل فورم پاکستان انفرادی آزادی کو یقینی بنائے گا

حال ہی میں وجود میں آنے والے لبرل فورم پاکستان نے سیاسی' معاشی' سماجی اور عدالتی نظام میں اصلاحات کا مطالبہ کیا ہے تاکہ عظیم انفرادی آزادی کو یقینی بنایا جاسکے اور اس طرح قومی ترقی کے عمل کے مثبت ذرائع کی جانب سفر کیا جاسکے۔

لبرل فورم پاکستان ایک شہری معاشرے کی پیش قدمی ہے جو مندرجہ ذیل سیاسی اصولوں اور اقدار کی بنیاد پر کام کر رہا ہے۔

- انفرادی اصولوں کی برتری۔
- قانون کی حاکمیت۔
- تحمل و بربادی اور اجتماعیت۔
- منڈی کی معیشت اور مقابلہ۔
- مارکیٹ' تعلیم' اطلاعات' محنت' سامان اور سرمائے کی مارکیٹ اور برابر کے مواقع تک آزادانہ رسائی۔
- اختیارات اور فیصلے میں تقسیم اور مرکزیت کا خاتمہ۔
- تمام شہریوں کے لئے برابری و مساوات۔

عقلیت پسندی

شہری معاشرے کے اراکین کو پاکستانی معاشرے کی مندرجہ خصوصیات کی روشنی میں سیاسی' سماجی اور معاشی ترقی' شہری معاشرے' قانون کی حکمرانی' شفاف حاکمیت کے درمیان رشتے کو دوبارہ سمجھنے اور قوت بخشنے کی ضرورت ہے۔

- اظہار' تقریر' تعلق' مذہب وغیرہ کی آزادی کو کم کرنے کے لئے انفرادی یا اجتماعی معاملات میں سرکاری مداخلت۔
- فرد' خاندان اور کمیونٹی کی ذمہ داریوں اور حقوق سے متعلق عوامی ادراک کی کمی۔
- ایک فرد کو انتخاب اور اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کا حق استعمال کرنے کے مواقعوں کی عدم دستیابی۔
- افراد کی ذاتی زندگیوں خصوصا" اقلیتوں اور غیر مراعات یافتہ گروہوں کے حقوق میں انتہاپسند قوتوں کی بڑھتی ہوئی مداخلت۔
- انسانی حقوق' قانون کی حکمرانی' سماجی خدمات کی بے عزتی اور شہری اداروں کی پامالی۔
- کاروبار و تجارت کے حددرجہ قوانین و ضوابط کے نتیجے میں گھریلو اور بیرونی تجارت غیر ترقی یافتہ علاقوں کی جانب رخ کر گئی۔
- سماجی' معاشی اور انتظامی اتھارٹی کی بڑھتی ہوئی مرکزیت کے نتیجے میں مقامی آبادی کی عوامی عدم شرکت اور فیصلے کرنے میں تاخیر ہوئی۔
- ایجنڈا۔

جمہوری احتساب' پالیسی آڈٹ اور مسلح افواج پر شہری کنٹرول کے لئے مستقل میکنزم کی ضرورت ہے

سیاسی نظام

پارلیمانی جمہوری نظام کو مضبوط بنانا چاہئے۔ آبادی کے غیر مراعات یافتہ طبقے خصوصا" خواتین اور اقلیتوں کے لئے مثبت عمل کی ضرورت پر زور دینا چاہئے۔ اس کے علاوہ جمہوری احتساب' پالیسی آڈٹ اور مسلح افواج پر شہری کنٹرول کے لئے مستقل میکنزم کی بھی ضرورت ہے۔

انتخابی اصلاحات

- ووٹ دینے کی عمر ۱۸ برس مقرر کرکے بالغ رائے دہی کو اس کی عالمی روح میں دوبارہ رائج کیا جائے۔
- ایک آزاد الیکشن کمیشن کا قیام ضروری ہے۔
- مشترکہ انتخابی نظام کا خاتمہ

ضروری ہے۔

○ موجودہ انتخابی نظام کی جانچ پڑتال کی جائے۔

عدلیہ

○ ایک آزاد عدلیہ کا قیام جو ہر طرح کی سیاسی مداخلت سے آزاد ہو۔

○ تمام متوازی ڈھانچے مثلاً وفاقی شریعت عدالت، انسداد دہشت گردی اور فوجی عدالتوں کا خاتمہ ضروری ہے۔

○ نسل، مذہب اور جنس کا خیال کئے بغیر تمام شہریوں کے لئے صاف وشفاف اور غیرجانبدار انصاف کی دستیابی۔

انتظامیہ

○ لبرل ایک ایسی غیرجانبدار، موثر، شفاف اور چھوٹی انتظامیہ کا مطالبہ کرتے ہیں جو قانون کی حکمرانی کو یقینی بنا سکے۔

○ لبرل مطالبہ کرتے ہیں کہ عوامی اداروں کے سربراہوں کی تقرری پارلیمانی کمیٹیوں کی جانب سے ہو اور اسی فورم سے ان کی کارکردگی کی جانچ پڑتال ہو۔

حاکمیت

○ اختیارات کی مرکزیت کا خاتمہ و کمی اور حاکمیت کے تیسرے درجے کی حیثیت سے لوکل گورنمنٹ کی آئینی قدر افزائی۔

خارجہ امور

○ عوام کے منتخب کردہ نمائندے خارجہ پالیسی مرتب کریں جس کی بنیاد انسانی وقار، عدم مداخلت، باہمی عزت اور امن کے فروغ کے اصولوں پر قائم ہو۔

معیشت

اجارہ داری کو چیک کرنے اور ہم آہنگی کے حقوق کو یقینی بنانے کے لئے مضبوط میکنزم والی آزاد منڈی کی معیشت۔

○ زرعی زمین کی مدبرانہ اصلاحات اور پھر ایک آزاد منڈی کی معیشت کے اصول پر زرعی شعبے کی تنظیم۔

○ لبرل فورم ایسے زرعی عمل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو مستقبل کی نسلوں کے حقوق اور فلاح وبہبود کو یقینی بناتا ہو۔

سماجی شعبہ

○ ایک ایسا معاشرہ جہاں ہر شہری کو یقینی طور پر برابر کے مواقع حاصل ہوں۔

○ ایسے ترقیاتی اخراجات کو قانونی تحفظ حاصل ہو جو زندہ رہنے کے لئے بنیادی ضروریات کی دستیابی، صحت، رہائش، تعلیم اور سماجی خدمات کے حقوق کو یقینی بنائیں۔

○ پبلک سیکٹر کے ترقیاتی پروگرام میں کسی قسم کی کوئی کٹوتی نہیں ہونی چاہئے۔

علم ماحول

○ مقامی سطح پر قدرتی ذرائع کا بہترین طریقے پر انتظام ہوتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ قدرتی ذرائع اور دریا ترقی کو ہوشمندی سے استعمال کیا جائے۔

ایسے ترقیاتی اخراجات کو قانونی تحفظ حاصل ہو جو انسان کی بنیادی ضروریات اور بنیادی انسانی حقوق کو یقینی بنائیں

شہری معاشرہ

○ مختلف کمیونٹیوں اور شہری معاشرے کو مقامی پیش قدمیوں کی عزت کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ایک جمہوری عمل اور ریاست وحکومت کے لئے ایک پرائیویٹ چیک اینڈ بیلنس (نگرانی) کے نظام کو یقینی بنایا جا سکے۔

○ فیصلہ سازی اور ان کے نفاذ میں شہریوں کو ایک فعال و سرگرم حصہ لینا چاہئے۔

طریقہ کار

○ شہری معاشرے، سیاستدانوں، ریاست اور حکومت کے ساتھ عوامی مکالمہ۔

○ لبرل فورم کے لئے حالیہ حکمت عملی کی منصوبہ بندی اور نظرثانی و ترمیم۔ تاکہ ایک لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے۔

○ پاکستان میں آج کے معاملات سے متعلق ماڈلوں اور خیالی و تصوراتی مقالوں کے ذریعے پالیسی کی تیاری۔

○ ایسے ہم خیال شہری گروہوں کا تعاون کا حصول جو لبرل فورم کے ایجنڈے سے ملتے جلتے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔

○ لبرل فورم۔ اس کے ایجنڈے اور ان مسائل کے بارے میں خصوصی پالیسیوں کے بارے میں معلومات و اطلاعات فراہم کرنا جن کو وہ فروغ دیتا ہے۔

ممبرشپ

کوئی بھی ایسا شخص جو لبرل فورم کے اختیار کردہ لبرل خیالات اور اس کے بنیادی اصولوں سے اتفاق کرتا ہو وہ لبرل فورم کا رکن بننے کے لئے آزاد ہے۔

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

○ آلودگی کے خلاف۔

○ میڈیا اور پبلک ریلیشنز (نیوز لیٹرز)

○ قانونی (غیر قانونی عمارتیں)

○ تحفظ اور ورثہ (پرانی عمارتیں)

○ پارکس اور تفریح

○ مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم / فیس) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

قانون کی پامالی

انٹرنیشنل ٹریڈ سینٹر

غیر قانونی تعمیرات کی ایک اور مثال

سرائے کوائٹر میں پلاٹ نمبر 10/2/5-2 پر تعمیر ہونے والا انٹرنیشنل ٹریڈ سینٹر ایک غیرقانونی تعمیر ہے کے ایم سی نے اپنے 34-6-11 تاریخ کے اعلان نمبر 327 میں کہا کہ نکل روڈ کو 30فٹ سے 50 فٹ تک چوڑا کیا جائے گا جس کے دونوں اطراف 10 فٹ چوڑی کٹ لائنز ہونگی– کے ایم سی پارٹ پلان نمبر 352 بتاریخ 35-10-30 میں دکھایا گیا ہے کہ برابر کے پلاٹ نمبر 10/1/SR-2 کے سامنے کی 10فٹ کی پٹی کے ایم سی نے حاصل کی ہے– (یہ پلاٹ کراچی ایوان صنعت و تجارت ہے جو پہلے انڈین مرچنٹس ایسوسی ایشن کے نام سے مشہور تھا) پلاٹ نمبر 10/2/SR-2 کے سامنے کی دس فٹ کی پٹی کو دکھایا گیا تھا اس علاقے کو حاصل کیا جائے گا–

پلاٹ نمبر۲۔ایس آر/۲/۱۰پر دو منزلہ گودام تعمیر کئے گئے ہیں۔ یہ پلاٹ کئی بار فروخت ہوا اور اب ایس ایم الیاس [illegible]لا' ایم ایم اقبال اور عزیز احمد ولد محمد انور کی ملکیت میں ہیں۔ انہیں یہ ملکیت سندھ و بلوچستان کی ہائیکورٹ کے ذریعے بتاریخ ۷۰۔۶۔۲۶ کو مقدمہ نمبر۷۰/۳۴۸ میں ملی تھی۔ ۱۹۹۶ء میں چھوڑ دینے کی دستاویز رجسٹرڈ ہوئی۔ اسٹامپ ڈیوٹی اور ٹیکسوں سے بچنے کے لئے جائیداد کے حقوق ناقابل تنسیخ پاور آف اٹارنی کی بنیاد پر مزید منتقل کئے گئے۔

پاور آف اٹارنی کے مالک تعمیر کنندگان ایم ابراہیم حبیب ولد ایم سلیمان حبیب اور حنیف عزیز ولد عبدالعزیز ہیں جو ایس ایم بلڈرز کے نام کے تحت تعمیرات کے کام میں مصروف ہیں۔ یہ بہت اثر ورسوخ کے مالک ہیں اور بہت سی غیر قانونی عمارات کی تعمیر کرچکے ہیں یا کرنے میں مصروف ہیں' جن میں پلاٹ نمبر۳/اے۔۱۷ اسرسید روڈ۔ پی ای سی ایچ ایس۔ میں "الفیصل شاپنگ مال" طارق روڈ' دہلی مرکنٹائل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے پلاٹ نمبر ۳/۴۰ پر "کمرشل کمپلیکس" (جو جھیل پارک کے فلاحی پلاٹ پر ناجائز قبضہ جمانے کی کوشش ہے) اور الحبیب پرائڈ پلاٹ نمبر۸۔ سی ایل/۵ عبداللہ ہارون روڈ سول لائنز شامل ہیں۔ الحبیب بلڈرز آباد کے رکن نمبر۳۵۳ ہیں۔ انہوں نے ہاؤسنگ اور ٹاؤن پلاننگ کے وزیر وسیم اختر سے ناجائز طور پر مزید دو منزلیں تعمیر کرنے کی منظوری لی تھی۔

بلڈرز نے انٹرنیشنل ٹریڈ سینٹر کے منظور شدہ پلان کی خلاف ورزی کی ہے اور مقدمہ ۹۸/۸۱۵ اور مقدمہ ۹۸/۱۰۹۴ میں دیئے گئے ہائیکورٹ کے احکامات کا غلط استعمال کیا تاکہ اپنی غیرقانونی و ناجائز حرکت پر پردہ ڈال سکیں۔ انہوں نے تو عدالت سے عبوری حکم بھی حاصل کرلیا ہے تاکہ

قانون شکنی کی ایک مثال

کے بی سی اے کو اخبارات میں وہ پبلک نوٹس شائع کرنے سے روکا جاسکے جس میں عوام کو خبردار کیا جاتا کہ وہ اس عمارت میں سرمایہ کاری نہ کریں اور دھوکے سے محفوظ رہیں۔

اس منصوبے میں جو خلاف ورزیاں ہوئی ہیں ان میں سڑک کی توسیع کرنے والی کٹ لائن پر ناجائز قبضہ۔ پلنتھ کا تصدیقی سرٹیفکیٹ حاصل نہ کرنا۔ ناکافی کونے اور ڈھلان۔ مرکزی میں کھلی جگہ کے حصے میں کورڈ ایریا کی زیادتی۔ عوامی شاہراہ پر تعمیراتی سامان جمع کرنا۔ مسقف راستوں کا خاتمہ۔ کے بی سی اے کے رہائشی سرٹیفکیٹ کے بغیر کرایہ داروں کو رکھنا شامل ہیں۔

اب تک ہونے والی غیر قانونی تعمیر کو گرانے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا

اگرچہ کہ تمام ادارے (کے ایم سی۔ ڈی سی ساؤتھ۔ ڈی آئی جی ٹریفک) کو اس تمام ناجائز کارروائی کے بارے میں مطلع کیا گیا تھا اور کے بی سی اے کو بتایا گیا تھا کہ سڑک کی توسیع کٹ لائن کس قدر ضروری ولازمی ہے لیکن اب تک عوامی سڑک کے لئے مخصوص جگہ پر ہونے والی غیر قانونی تعمیر کو گرانے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔

اب مسئلہ عدالت میں ہے۔ شہری سی پی ای نے وقت پر قدم اٹھاتے ہوئے مداخلت کی ہے۔

بقیہ: محتسب اعلیٰ

شکایت کی تحقیق کا حکم دے سکتا ہے۔ محتسب اعلیٰ اپنی سفارشات متعلقہ ادارے کو بھیجنے کا پابند ہے تاکہ ان پر مناسب عملدرآمد ہوسکے اور سفارشات کے مطابق مناسب لائحہ عمل اختیار کیا جاسکے۔

اثر آفرینی

۱۹۹۱ء میں اپنے قیام کے بعد سے یہ ادارہ مختلف صوبائی اداروں کے خلاف لاتعداد شکایات نمٹا چکا ہے۔ اس کے موثر ہونے کے بارے میں عمومی ردعمل نیم گرم ہے۔ شکایت کنندگان کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا مداوا ہوسکتا ہے اس خیال کو عوام نے پوری طرح قبول نہیں کیا ہے۔ اس صورتحال کی وجہ محتسب اعلیٰ کا بہت تاخیر سے فیصلہ کرنا ہے۔ عام طور پر متعلقہ سرکاری ادارہ تاخیری حربے اختیار کرتا ہے جس کی وجہ سے عوامی احساس محرومی بڑھ رہا ہے۔

صوبائی محتسب اعلیٰ (سندھ)
جسٹس (ریٹائرڈ) حاذق الخیری
فون نمبر: ۹۲۱۱۰۲۶
فیکس نمبر: ۹۲۱۱۰۵۱
پتہ: کمال اتاترک روڈ، بالمقابل تغلق ہاؤس، کراچی۔ سندھ

ہر قانونی رکاوٹ کو توڑنا

کے بی سی اے کی جانب سے پلان کی منظوری کے وقت ہونے والی قانونی خلاف ورزیاں

- نکل روڈ سے نکلنے والی کے ایم سی کٹ لائن۔ پلان کی منظوری۔
- گراؤنڈ فلور پر واقع دکانوں کے لئے سیڑھیاں مہیا نہیں کی گئیں (انہیں پبلک روڈ پر مہیا نہیں کیا جاسکتا)
- پارکنگ کی منزل کی بلندی منظور شدہ ۸ فٹ اونچائی کی جگہ ۱۰ فٹ رکھی گئی ہے جو غلط استعمال کے زمرے میں آتی ہے اور خلاف قانون ہے۔ (یہ منزل دفتر کے استعمال کے لئے تبدیل کی جاسکتی ہے)
- کار کے لئے ڈھلوان راستہ ایک اور چھ کے تناسب سے مہیا کیا گیا ہے جبکہ معیاری تناسب ایک اور ۸ یا ایک اور ۱۰ کا ہے۔
- گراؤنڈ، پہلی اور پانچویں، گیارہویں منزل پر پلاٹ کے ایک اور ۶ کے تناسب سے اضافہ نلکیوں والے ڈھانچے پر کیا گیا ہے یہ غیر سودمند ہے اور اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بلڈر کا مرکزی کھلی جگہ کی خلاف ورزی اور عوام کی نظروں سے پوشیدہ رکھ کر اضافی رقبے کو تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔ (اس نے جون ۹۸ء میں ایسا کرنا شروع کیا تھا جب شہری نے اس سلسلے میں احتجاجی آواز بلند کی تھی) اس کا اظہار کھلی جگہ کے نیچے تعمیر مرکزی ستونوں کے سائز سے بخوبی ہوتا ہے۔
- منظور شدہ منصوبے کے مطابق رقبے کا تخمینہ نہیں لگایا گیا۔ تہہ خانے کے ۲۵، ۵۰۶، ۱۳۱۱ اسکوائر فٹ رقبے کو کورڈ ایریا کے تخمینے میں شامل نہیں کیا گیا۔

بلڈر کی جانب سے منظور شدہ پلان اور قواعد کی خلاف ورزیاں

- عوامی خدمات کے اداروں کے این او سی مہیا نہیں کئے گئے۔
- پلنتھ کا تصدیقی سرٹیفکیٹ مہیا نہیں کیا گیا۔
- ستونوں کی پوزیشن اور حجم میں تبدیلی کی گئی جس سے پورے ڈھانچے کو غیر محفوظ بنا دیا گیا۔
- عمارت کو زلزلے سے محفوظ نہیں بنایا گیا۔ کیونکہ زلزلے کے خلاف مدافعتی ڈھانچے کے پلان پر عمل نہیں کیا گیا۔
- سی او ایس پر ناجائز قبضہ کیا گیا۔
- منظور شدہ پلان کے خلاف چھت کے ابھرے ہوئے حصے۔
- آگ بجھانے اور حفاظتی انتظامات جن میں ایمرجنسی سیڑھیاں بھی شامل ہیں۔ قواعد وضوابط کے مطابق مہیا نہیں کئے گئے۔
- عمارتی سامان اور تعمیراتی مشینری عوامی سڑک پر جمع کیا گیا۔
- کے بی سی اے کے رہائشی سرٹیفکیٹ کے بغیر غیر قانونی کرایہ داروں کو رکھا گیا ہے۔

ریحانہ افتخار

حاجی ہارون عیسیٰ اگاریا اسکول

غریب بچوں کے لئے روشنی کی ایک کرن ہے

آگریا ہوم اسکول کی کلاس

تعلیم انسان کا بنیادی حق ہے۔ لیکن ہمارے بچے اپنے اس حق سے محروم ہیں۔ سرکاری اسکول کم ہیں اور جو ہیں ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے اس لئے غیر سرکاری تعلیمی اداروں کو غنیمت جان کر لوگ اپنے بچوں کو گلی کوچوں میں کھلنے والے چھوٹے چھوٹے اسکولوں میں بھیجنے پر مجبور ہیں۔ لیکن غریب اور کم آمدنی رکھنے والے افراد ان اسکولوں کی مہنگی فیس ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ سونے پہ سہاگہ یہ ہے کہ کورس کی کتابیں، کاپیاں اور دیگر لوازمات پر ہونے والے اخراجات ان کی پہنچ سے بالکل ہی باہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ غریب بچے مشکل ہی سے اسکول کی شکل دیکھ پاتے ہیں۔

تعلیم اب کاروبار بن چکی ہے لیکن اب بھی چند صاحب ثروت لوگ موجود ہیں جو بچوں کی تعلیم کے بارے میں سنجیدگی سے سوچتے ہیں اور عملی قدم بھی اٹھاتے ہیں۔ ان ہی چند لوگوں میں حاجی عبدالستار کا بھی شمار ہوتا ہے جنہوں نے کورنگی نمبر۶ میں اپنے مرحوم والد حاجی ہارون عیسیٰ اگاریا کی یاد میں ایک اسکول کھولا ہے۔ حاجی ہارون عیسیٰ اگاریا اسکول میں مفت تعلیم دی جاتی ہے کیونکہ یہ علاقے کے ایسے بچوں کے لئے قائم کیا گیا ہے جو تعلیم کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ یہاں زیر تعلیم بچوں کو نصابی کتابوں کے ساتھ ساتھ دیگر تعلیمی لوازمات بھی مفت مہیا کئے جاتے ہیں۔

نفسا نفسی کے اس دور میں اب بھی چند لوگ ایسے ہیں جو تعلیم کے بارے میں سنجیدگی سے سوچتے ہیں اور عملی قدم بھی اٹھاتے ہیں

کورنگی کراچی کی ایک مضافاتی بستی ہے۔ یہاں ایوب خان کے دور حکومت میں مہاجرین کے لئے کم قیمت مکانات تعمیر کئے گئے تھے۔ بہت وسیع علاقے پر پھیلی ہوئی اس بستی کی پلاننگ بہت عمدگی سے کی گئی تھی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ علاقہ بھی حکام کی غفلت کا شکار ہے۔ یہاں کے رہنے والے کم آمدنی و قلیل وسائل کے مالک ہیں۔ چنانچہ محنت مزدوری کرکے بمشکل جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں بیشتر خاندان اپنے بچوں کو اسکول بھیجنے سے قاصر ہیں۔ غربت کے ساتھ ساتھ ناخواندگی نے بھی ہر گھر میں اپنا ڈیرہ جمایا ہوا ہے۔ یہاں کثیرالاولاد ہونا اس لئے بھی اچھا سمجھا جاتا ہے کہ دو کمانے والے ہاتھوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

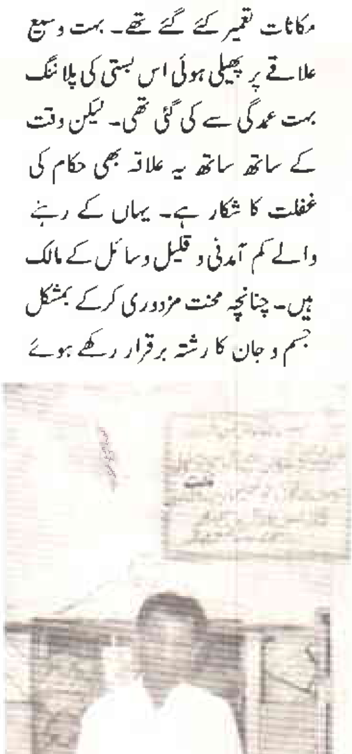

اسکول کے معلم لیاقت صاحب

غریب بچے گلیوں و سڑکوں میں کھیلتے اور چھوٹے چھوٹے موٹر ورکشاپوں میں کام کرتے جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ کورنگی نمبر۶ کے ۳۶ ای کے ایریا میں واقع مکان نمبر ۳۹ میں قائم ہونے والے حاجی ہارون عیسیٰ اگاریا اسکول میں سہ پہر چار بجے سے شام سات بجے تک روزانہ باقاعدگی سے پڑھائی ہوتی ہے اسکول کا انتظام مرزا لیاقت کے سپرد ہے۔ وہ خود اپنی بہن اور والدہ کے ہمراہ اس مکان میں رہتے ہیں۔ دو کمروں اور چھوٹے سے صحن پر مشتمل اس مکان میں شام کے وقت تقریباً پچاس بچے جمع ہوتے ہیں جو کلاس اول سے پنجم تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی دو بہنیں

اگریا ہوم اسکول کے زیر تعلیم بچے

خواندگی اور بیروزگاری کے عفریت سے چھٹکارا پانے کے لئے ہر شہری کو اپنی بساط کے مطابق حصہ لینا ہوگا

رحمت اور عصمہ بھی ان بچوں کو پڑھاتی ہیں۔ جگہ تنگ ہے اور بچے روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ عصمہ کا کہنا تھا کہ ہم یہاں بچوں کی الگ لگ کلاسیں نہیں لے سکتے۔ کیونکہ ہمارے پاس جگہ ہی نہیں ہے چنانچہ ہم نے لائنوں کے حساب سے کلاسوں کو بنالیا ہے شام کا وقت اس لئے بھی رکھا ہے کہ بیشتر بچے صبح کے وقت مختلف کام کرتے ہیں۔ یہاں آنے والے بچوں کی زیادہ تعداد تعلیم کے اخراجات برداشت نہیں کرسکتی۔ اس لئے والدین انہیں نہایت خوشی سے یہاں بھیج دیتے ہیں۔ کیونکہ ستار صاحب یہاں آنے والے ہر بچے کو نہ صرف کتابیں بلکہ کاپیاں پنسلیں وغیرہ سب خود مفت فراہم کرتے ہیں اس لئے والدین پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔

کورنگی کے اس علاقے میں رہائش پذیر افراد غریب اور پسماندہ ہیں اس کے لئے اگاریا اسکول ایک نعمت سے کم نہیں ہے۔ ان کے بچے کم سے کم لکھنا پڑھنا تو سیکھ رہے ہیں۔ کچھ نہ کچھ شعور و آگاہی تو حاصل کر رہے ہیں۔ آس پاس کے لوگوں کی خواہش تو یہ ہے کہ ایسے کئی مزید اسکول کھولے جائیں۔

حاجی عبدالستار کی بھی یہ ہی خواہش ہے کہ شہر کے مختلف علاقوں میں ایسے ماڈل اسکول قائم کئے جائیں۔ ان کا بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ اس طرح نہ صرف ناخواندگی سے نجات ملے گی بلکہ بیروزگاری میں بھی کمی لائی جاسکے گی۔ گھروں میں قائم ہونے والے یہ چھوٹے چھوٹے اسکول نہ صرف علاقے کے بچوں کو مفت تعلیم فراہم کریں گے بلکہ مکینوں کو ان کی خدمات کے صلے میں ۲۵ سو سے ۳ ہزار روپے کی آمدنی بھی ہو جائی گی۔

شہری کے اس رکن کی مثال پر دیگر مخیر حضرات بھی آسانی عمل پیرا ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ ناخواندلی اور بیروزگاری جیسے عفریت سے چھٹکارا پانے کے لئے ہر شہری کو اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق حصہ لینا پڑے گا۔ سرکار پر یہ بوجھ ڈالنے یا اس کے کسی قدم کے منتظر ہونے سے بہتر ہوگا کہ مخیر حضرات آگے بڑھ کر اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ ملک کی ترقی کے لئے تعلیم کا عام ہونا اولین شرط ہے۔

شہری کی رکنیت

2000 کے لئے شہری کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ شہری میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف کرنے ' صحت بخش اور ماحول دوست سقلم بنانے کے لئے مدد دیں۔

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

"شہری" میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کردیں۔

شہری برائے بہتر ماحول

206 جی۔ بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس ' کراچی 75400۔ پاکستان

ٹیلی فون / فیکس۔ 92-21-4530646

E-mail address:
shehri@onkhura.com (web site) URL:
http://www.onkhura.com/shehri

نام ________ ٹیلی فون (گھر) ________

ایڈریس ________

پیشہ ________ ٹیلی فون (دفتر) ________

شہری اپنے حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوں

ہم شرف آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ پلاٹ نمبر ۳/۵۲ بی ایم سی ایچ ایس کراچی اور پلاٹ نمبر ۳/۵۱ شرف آباد میں ایک عمارت (گراؤنڈ + تین) تعمیر ہو رہی ہے جو کے بی سی اے کے قوانین کی مکمل خلاف ورزی ہے۔

ہم اس تعمیر کے سخت خلاف ہیں۔ کیونکہ قوانین کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ اس تعمیر سے علاقے کا ماحول اور فضاء بری طرح متاثر ہوگی کیونکہ ہوا کا گزر نہیں ہوگا اور چھوٹے گھروں میں رہنے والوں کی خلوت بھی ختم ہو جائے گی۔

ایک رہائشی علاقے میں گراؤنڈ + ایک یعنی صرف دو منزلہ عمارت کی تعمیر کی اجازت ہے وہاں چار منزلہ تجارتی عمارت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے قریب رہنے والے تقریباً" تمام پڑوسیوں کا تقدس خراب و پامال ہوگا اس کے علاوہ دیگر سہولتوں مثلاً پانی کی ترسیل میں بھی مشکلات بڑھ جائیں گی۔

اب وقت آگیا ہے کہ اس غیر قانونی تعمیر کو ابھی اور اسی وقت روکا جائے کیونکہ اس کا ڈھانچہ اب تیسری منزل تک پہنچ چکا ہے۔

متاثرہ رہائشی۔ شرف آباد، کراچی

موہٹہ پیلس
کی مرمت اور تزئین نو کا
کام پایہ تکمیل
کو پہنچ چکا ہے اور اب
موہٹہ پیلس
عوام کے لئے کھول
دیا گیا ہے

جونیئر شہری

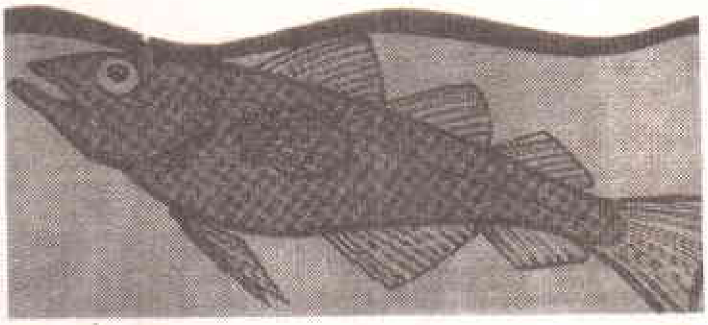

سمندری حیات کو بچائیے!

گزشتہ ۲۵ برسوں کے دوران سینکڑوں بار دنیا کے سمندروں میں خام تیل "اتفاقاً" بہا ہے۔ بعض دفعہ تیل کی مقدار کم تھی اس لئے نقصان بھی محدود رہا۔ لیکن جب بھی تیل کی مقدار زیادہ ہوئی اس نے پانی کی سطح پر تیل کی ایک وسیع چادر پھیلادی۔ تیرتی ہوئی تیل کی یہ ملائم چادر بہہ کر ساحل تک آجاتی ہے۔

سمندر میں وسیع مقدار میں تیل کے بہہ جانے سے وسیع و عریض تیل کی ایک چادر وجود میں آجاتی ہے۔ جس سے سمندر اور اس کے ساحلوں پر بہت تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ساحل پر سمندری و دریائی جانوروں کے انڈے ہوتے ہیں اور یہ تیل انڈوں کے اندر پروان چڑھنے والے جانداروں کی موت کا باعث بن جاتا ہے۔ یہ تیل مچھلیوں کے گلپھڑوں کو جکڑ دیتا ہے، جس کی وجہ سے ان کے لئے سانس لینا ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہ تیل پرندوں کے پروں پر لگ جاتا ہے اس طرح ہوا کی وہ سطح ختم ہو جاتی ہے جو انہیں سردی سے محفوظ رکھتی ہے۔ یہ تیل پانی کے اندر غوطہ مارنے کی ان کی صلاحیت کو بھی متاثر کرتا ہے۔ چنانچہ وہ غذا کے لئے پانی کے اندر غوطہ مارنے کے قابل نہیں رہتے یا وہ حملہ آور سے بچنے کے لئے تیر کر فرار ہونے کے قابل نہیں رہتے۔ یہ تیل آبی جانوروں کو مار دیتا ہے کیونکہ وہ جو پانی پیتے ہیں یا غذا کھاتے ہیں وہ اس تیل کی وجہ سے زہریلا ہو چکا ہوتا ہے۔

۱۹۶۹ء میں سمندر میں واقع تیل کے ایک کنویں سے تیل کا اخراج ہوا جس سے کیلی فورنیا کے ساحل کے ساتھ ۶۰ میل پر پھیلی ہوئی تیل کی ایک چادر وجود میں آگئی تھی۔ تیل کے اس اخراج کے ابتدائی چار ماہ کے دوران تین ہزار پرندے مارے گئے۔ ۲۴ مارچ ۱۹۸۹ء کو آئل ٹینکر "اسکیون والڈیز" الاسکا میں والڈیز کے قریب ٹکرا گیا اور ۱۰ ملین گیلن سے زیادہ خام تیل سمندر میں بہہ گیا جس کے نتیجے میں کم سے کم ۳۳ ہزار سمندری پرندے، ۹۸۰ بحری اودبلاؤ اور ۱۳۶ شاہین مارے گئے اور مرنے والے آبی جانوروں و پرندوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔

(بہ شکریہ: ارتھ بکس فار کڈز)

اعلان

تنہائی میں
میں کبھی خود کو تنہا محسوس نہیں کرتا لیکن
جب کبھی ایسا ہو تو
میں تمہارا نام زور سے پکارتا ہوں
آسمان کے نیچے
تب
ستارے چمکتے ہیں
چاند جھانکتا ہے
بادل گرجتے ہیں
اور مجھے محسوس ہوتا ہے
وہ میرے ساتھ ہیں
تمہارے منتظر ہیں
وہ تم سب سے محبت کرتے ہیں

کرن ارشد۔ کراچی

بقیہ: اصلاحات

○ جیلوں کو ایسی جگہ سمجھا جائے گا جہاں خطرناک جرائم کو روکا جاسکتا ہے۔ اس سے وہ ایسی جگہیں نہیں سمجھیں جائیں گی جہاں عام مجرموں کو سزا دی جاتی ہے۔ اس وقت ہر جیل میں اس کی استطاعت سے زیادہ مجرم ہیں۔ پھر ان ناقابل برداشت موجودہ سطح کو کم کرنے میں مدد مل سکے گی اور معمولی جرائم میں ملوث افراد سے انسانی سلوک روا رکھا جائے گا۔

○ سیشن ججوں سے کہا جائے گا کہ وہ پولیس، استغاثہ اور جیل حکام سے متفقہ ملاقاتیں کریں۔ تاکہ جرائم کے انصاف کے نظام کے مختلف ذیلی نظاموں کے درمیان موثر رابطہ و تعاون کو یقینی بنایا جاسکے۔

○ تمام سرسری مقدمات اور ایسے مقدمات جن کی سزا ایک برس تک ہو، کی سماعت امن کے اعزازی جج کریں گے۔ پروفیشنل عدالتی حکام یہ سماعت نہیں کریں گے کیونکہ ان کا کام تو صرف سنجیدہ قسم کے بڑے جرائم کے مقدمات کو چلانا ہے۔

بقیہ: پولیس

مشہور پروفیشنلز میں سے چھ اراکین کی نامزدگی گورنر کریں گے۔

کمیشن کے چیئرمین کی نامزدگی صوبے کا سربراہ میٹروپولیٹن پبلک سیفٹی کمیشن سے مشورے کے بعد کرے گا۔ یہ تجویز بھی ہے کہ اسے ایک کمیشن کے طور پر بنایا جائے جس میں ہر رکن کی رکنیت کی مدت چھ برس ہو۔ نصف اراکین ہر تین برس کے بعد شامل ہوں گے۔ صوبائی اسمبلی کے ذریعے کسی رکن کو ہٹایا جاسکتا ہے۔ میٹروپولیٹن

پولیس کے سربراہ کے ہاتھ میں میٹروپولیٹن پولیس کا کنٹرول ہوگا جس کی مدت ملازمت تین برس ہوگی لیکن وہ قابل توسیع ہوگی۔

میٹروپولیٹن پولیس ڈپارٹمنٹ عملی اور جغرافیائی دونوں بنیادوں پر کام کرے گا۔ جس میں جرائم کی تفتیش کو امن و امان اور تحفظ و سلامتی اور پولیس کے حفاظتی فرائض سہارا و تحفظ فراہم کریں گے۔ خصوصی مہارت رکھنے والے یونٹ مثلاً قتل، گاڑیوں کی چوری، کمیونٹی دہشت گردی و سینڈیکیٹ جرائم، تحقیق کئے جائیں گے۔ جنہیں جرائم کا ریکارڈ رکھنے والے دفتر اور فورنسک لیبارٹریوں کا تعاون حاصل ہوگا۔ ایک آزاد پولیس شکایت درج کرنے والی اتھارٹی ہوگی۔ یہ ادارہ اختیارات کے غلط استعمال کی شکایات کی تفتیش کرے گا۔ یہ نظام پولیس معاملات میں سٹیزن پولیس لائزن کمیٹی (سی پی ایل سی) جیسے ادارے کے ذریعے عوام کی موثر و بامعنی شرکت مہیا کرتا ہے جو پہلے ہی کراچی میں گزشتہ دس برسوں سے سرگرم عمل ہے اور جسے اسلام آباد سمیت دیگر صوبوں میں قائم کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ سی پی ایل سی کمیونٹی میں عوامی نظم و ضبط قائم کرنے اور ایف آئی آر کی رجسٹریشن، ٹریفک کی تعلیم و نفاذ جرائم کے ریکارڈ کا انتظام، غیرملکیوں کی رجسٹریشن، پولیس کمپیوٹر نیٹ ورکنگ، گاڑیوں کی چوری /سینڈیکیٹ جرائم اور پولیس کی فلاح و بہبود میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ احتساب اور مالیاتی انتظام کے انتہائی اہم فرائض داخلی امور اور آڈٹ یونٹ

شہری اسے بچوں کا پارک بنانے میں دلچسپی رکھتا ہے

شہری نے یہ پارک ۱۹۹۸ء میں کے ایم سی سے اپنایا تھا۔ پلاٹ پر تین مختلف مواقعوں پر پہلے ناجائز قبضہ ہوچکا تھا۔ حکام کو خدشہ تھا کہ یہ پلاٹ بھی کسی تجارتی مقصد کے لئے الاٹ نہ کردیا جائے۔

شہری اسے بچوں کا پارک بنانے میں دلچسپی رکھتا تھا جس میں بڑوں کے لئے چلنے کے راستے ہوں جہاں وہ صبح یا شام کو چہل قدمی کے لئے آسکیں۔

ہم ابتداء میں پارک کے لئے ایک چاردیواری تعمیر کرنے کے خواہشمند تھے۔ لیکن اخراجات ہماری پہنچ سے باہر تھے۔ چنانچہ ہم نے باغ کی چاردیواری کو بانسوں اور نوکیلی تاروں سے بنایا ہے۔ اس عمل پر دس ہزار روپے کے اخراجات ہوئے۔

اب ہم باڑھ اگا رہے ہیں۔ امید ہے کہ یہ باڑھ پھلے پھولے گی اور پارک میں لگائے جانے والے پودوں کی حفاظت کرے گی۔ پودوں کو لگانے کے اخراجات کا تخمینہ ۵ ہزار روپے کا ہے۔

اگلا مرحلہ درختوں کو لگانے کا ہے جو باڑھ سے پانچ فٹ کے فاصلے پر لگائے جائیں گے۔ ہم کیاریاں تیار کر رہے ہیں۔ جس میں اشوکا اور دیگر اقسام کے درخت لگائے جائیں گے۔ اس پر اخراجات کا تخمینہ تقریباً" دس ہزار روپے ہے۔

ذیل میں اخراجات کی تفصیل درج ہے۔

پارک کی سطح کو برابر کرنے پر خرچ	تقریباً" ۵۰۰۰ روپے
پیدل چلنے کے راستوں کی تعمیر پر خرچ	تقریباً" ۱۵۰۰۰ روپے
پیدل چلنے کے راستوں کے دونوں اطراف پودے لگانے پر خرچ	تقریباً" ۱۰،۰۰۰ روپے

ہمارا منصوبہ ہے کہ بچوں کے لئے مختلف جھولے وغیرہ بھی لگائیں۔ ہم بہت مشکور ہوں گے اگر لوگ ہمیں نقد کی جگہ سامان کی صورت میں عطیات دیں۔

برائے مہربانی ہمیں اپنے مشورے اور تعاون سے نوازیں تاکہ اس منصوبے کو کامیابی سے ہمکنار کیا جاسکے۔

مزید معلومات کے لئے آپ شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

کے ذریعے کئے جائیں گے جو پبلک سیفٹی کمیشن کے اراکین کو براہ راست رپورٹ دے گا اور پولیس نظام مراتب کے ذریعے زنگ آلود نہیں ہوگا۔

یہ کہنا نامناسب نہیں ہوگا کہ جس طرح پولیس کو لگام دینا ازحد ضروری ہے اسی طرح تمام جرائم کے انصاف کے نظام خصوصاً" جیل اور استغاثہ کو بھی فوری اصلاحات اور تنظیم نو کی ضرورت ہے۔

بقیہ: سیمینار

کے خلاف عوام میں شعور و آگاہی و ادراک میں اضافہ ہو۔ لوگوں میں جنگ اور اسلحے کی دوڑ کے منفی نتائج اجاگر کئے جائیں اور امن کے فائدے بتائے جائیں۔ لوگوں کو امن اور اس سے متعلق دیگر ایشوز کے بارے میں معلومات زیادہ سے زیادہ فراہم کی جائیں تاکہ امن کے لئے ایک حلقے کی تعمیر ہو۔

مسز تاکی نے اپنے خطاب میں کہا کہ جنگ خصوصاً" ایٹمی جنگ مسائل کا حل نہیں ہے بلکہ یہ تباہی و بربادی کا راستہ ہے۔ ہیروشیما میں ہزارہا لوگ مارے گئے تھے۔ شہر کے چاروں اطراف کئی میل تک تابکاری کے اثرات پہنچے اور آنے والی نسل بھی ان اثرات سے محفوظ) نہیں رہ سکی تھی۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ خطہ ایٹمی جنگ کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہے اور جو کچھ ہم پر بیتا ہے اس سے آپ لوگ محفوظ رہیں۔

اگلے روز پاکستان ڈاکٹرز فار پیس اینڈ ڈیولپمنٹ (پی ڈی پی ڈی) نے جاپان کے گلوبل پیس میکنگ ایسوسی ایشن کے وفد کے ساتھ ایک میٹنگ رکھی جس کے لئے انہیں ایچ آر سی پی، پی پی سی پی ایم اے۔ پاکستان انڈیا پیپلز فورم فار پیس اینڈ ڈیولپمنٹ اور دیگر امن دوست تنظیموں کا تعاون حاصل تھا۔ پی ڈی پی ڈی کے صدر ڈاکٹر اشتیاق نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس میٹنگ میں آپس میں تبادلہ خیال ہوا کہ امن بھائی چارے اور دوستی کے جذبات کو فروغ دینے کے لئے طلباء، اساتذہ اور وکلاء، ڈاکٹرز و صحافیوں کے وفود کا آپس میں تبادلہ ہونا چاہئے۔ پاکستان سے مختلف وفود ہیروشیما جائیں وہاں کے لوگ پاکستان آئیں تاکہ ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملے اور افہام و تفہیم کے جذبات کو فروغ حاصل ہو۔ جناب اسٹیولیپر کا خیال تھا کہ ہیروشیما کے میئر کو اگر اچھی تجاویز اس سلسلے میں بھیجی جائیں تو وہ مختلف وفود کے آپس کے تبادلے میں ضرور راضی ہو جائیں گے کیونکہ وہ بہت لبرل خیالات کے حامی ہیں اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایٹمی جنگ کس قدر ہولناک ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر ٹیپو سلطان تقریب کے موڈریٹر تھے۔ وہ آئی پی پی این ڈبلیو ساؤتھ ایشیا ریجن کے نائب صدر بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے پی ایم اے کی جانب سے ہیروشیما کے میئر کو کراچی آنے کی دعوت دی اور یہ تجویز پیش کی کہ کراچی اور ہیروشیما کو "سسٹر سٹی" قرار دیا جائے۔

جاپانی وفد کا یہ دورہ بہت مختصر تھا۔ انہوں نے کراچی میں تقریباً" ۲۴ گھنٹے گزارے۔ وفد نے اسلام آباد اور لاہور کا بھی دورہ کیا تھا۔ وفد بھارت بھی گیا تھا جناب اسٹیولیپر کا کہنا تھا کہ انتہاپسند ہر ملک میں ہوتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مٹھی بھر لوگوں کو اکثریت کی سوچ اور عمل پر حاوی نہ ہونے دیا جائے۔

اس میٹنگ میں جناب آشی آمیورا نے جب ایک ایسے شخص کی آپ بیتی اپنی زبانی سنائی جو ایٹم بم کے دھماکے سے زخمی ہوا تھا تو کئی لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ۷۶ سالہ آمیورا کا انداز بیان بہت متاثر کن تھا اور کہانی بہت زیادہ دل کو دکھی کر دینے والی تھی۔ آخر میں انہوں نے اپنی سرمئی رنگ کی قمیض شلوار کو چھوتے ہوئے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ ایسے کپڑے پہننے والے یہاں کے لوگ اس تباہی بربادی سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔ اس روز اسٹیولیپر اور آمیورا نے پاکستانی لباس زیب تن کیا تھا انہیں یہ لباس اتنا آرام دہ لگا کہ وہ ایسے کئی جوڑے خریدنے کے خواہشمند تھے لیکن وقت کی کمی کے باعث وہ گھومنے پھرنے اور شاپنگ کرنے سے قاصر رہے۔

جاپانی وفد اپنے وطن واپس جا چکا ہے۔ لیکن اپنی سرگرمیوں کی بدولت پاکستان اور بھارت میں بہت سے لوگوں کو اس خیال کا حامی بنا گیا کہ انہیں اپنی اپنی حکومتوں کو اس بات پر آمادہ کرنا ہوگا کہ بداعتمادی اور تلخی کی موجودگی کے باوجود وہ بات چیت کریں اور ایٹمی تنازعے سے گریز کرنے کے لئے ایک مستحکم رابطہ قائم کریں۔ سرد جنگ کے شدید ترین بحران کے دوران بھی امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان ہمیشہ ایک یقینی رابطہ موجود رہا۔ ہم دونوں ممالک یہ کام کیوں نہیں کر سکتے۔

بقیہ: طوفان

مطابق ٹھٹھہ ضلع میں یہ تعداد ۱۷ ہزار ۲ سو گیارہ ہے۔ طوفان نے نہ صرف فصلوں کو برباد کیا ہے بلکہ زمینوں کی زرخیزی کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ امدادی آبادکاری کے عمل میں لاتعداد خامیاں دیکھی گئی تھیں۔ طوفان سے متاثرہ کیونٹیوں نے سی آئی آر کی ٹیم کو مطلع کیا کہ انہیں شہری و آرمی کی امداد طوفان کے ختم ہونے کے بھی کئی ہفتے بعد حاصل ہو سکی تھی۔

ایس زیڈ اے بی آئی ایس ٹی کے مطالعے نے آفات و حادثات سے نمٹنے کے لئے ایک منصوبے کی تیاری کے لئے سفارشات پیش کی ہیں اور تجویز کیا ہے کہ قدرتی آفات کا ہدف بننے والے ساحلی علاقوں سے "خصوصی علاقوں" کا رویہ اختیار کیا جائے۔ انتباہ اور ہوشیار کرنے کے نظام کو بھی بہتر بنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

اس کردار کی وضاحت کوئی کیسے کر سکتا ہے

سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف ایک گاؤں عبدالرحمن ڈھنڈل میں گئے۔ جہاں ۱۱ دیہاتی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ انہوں نے ہر مرنے والے کے ورثاء کو ایک ایک لاکھ روپے کے چیک دیئے تھے۔

لیکن جیسے ہی وزیراعظم گاؤں سے روانہ ہوئے انتظامیہ نے مرنے والوں کے ورثاء سے تمام چیک یہ کہہ کر واپس لے لئے کہ ان کو درست کرنا ہے بعد میں ورثاء کو ایک لاکھ روپے کی جگہ ۲۰۔۳۰ ہزار روپے کے چیک دیئے گئے۔

طوفان کے بعد

طوفان

ٹھٹھہ اور بدین کے ساحلی علاقوں کی تباہ کاری

ساحلی سندھ میں طوفان 2-A کے سماجی و معاشی اثرات کے عنوان سے ایس زیڈ اے بی آئی ایس ٹی کراچی کے مرکز برائے اطلاعات و تحقیق نے مطالعہ کیا جس میں تباہ کن طوفان کے باعث ہونے والی تباہ کاریوں کی روشنی میں آفات کا انتظام اور منصوبہ بندی کی غیرموجودگی اور غیرموثر امداد کا نظام جیسے موضوعات کو زیربحث لایا گیا۔

طوفان اے نے ۱۹۹۹ء میں ۱۹ اور ۲۰ مئی صوبہ سندھ میں دو ساحلی ضلعوں ٹھٹھہ اور بدین کو بری طرح متاثر کیا اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ آبادی، کاروبار، زراعت اور بنیادی ڈھانچے وغیرہ اس قسم کی فطری آفت کی تباہ کاریوں سے نمٹنے کی صلاحیت و انتظام سے عاری ہیں۔

طوفان ۲-اے نے ساحلی علاقوں کا مکمل صفایا کرکے جان و مال کو بری طرح نقصان پہنچایا تھا۔

حکومت اور غیرسرکاری ذرائع کی جانب سے تباہ کاری کے بارے میں لگائے گئے اندازوں کے بارے میں خاصہ تضاد پایا جاتا ہے۔ سرکاری رپورٹوں کے مطابق مرنے والوں کی تعداد ۱۸۹ اور لاپتہ افراد کی تعداد ۱۵۰ ہے جبکہ آزاد ذرائع اور مقامی دیہاتیوں کے مطابق مرنے والوں اور لاپتہ افراد کی تعداد تقریباً" ایک ہزار ہے۔

ریلیف کمشنر کے پاس موجود سرکاری اعدادوشمار کے مطابق طوفان سے متاثرہ بدین اور ٹھٹھہ ضلعوں میں ۶۷ ہزار ۸ سو ۲۷ مکانات مکمل طورپر تباہ ہوئے لیکن آزاد ذرائع سرکاری اندازے سے کہیں زیادہ اعداد و شمار بتاتے ہیں۔

مرکز برائے اطلاعات و تحقیق (سی آئی آر) کے دیہی پروفائل سروے کے مطابق بری طرح متاثر ہونے والے علاقوں کے ہر گاؤں کے ۸۰ فیصد مکانات تباہ ہوچکے ہیں۔ دیہاتی یہ شکایت کرتے ہیں کہ سروے کرنے والی سرکاری ٹیمیں چھپروں اور مساجد کے نقصانات کو تباہ کاریوں کا اندازہ لگانے کی سرکاری فہرستوں میں اندراج کرنے سے گریزاں تھیں۔

سی آئی آر کا مطالعہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ کیٹی بندر کے اطراف اور کریک کے علاقے کی ماہی گیر برادری اپنے گزربسر کرنے کے بنیادی ذریعے مثلاً ماہی گیری کی کشتیوں اور جال سے مکمل طورپر محروم ہوچکی ہے۔ اب ۹۵ فیصد ماہی گیر کسی نہ کسی کے مقروض ہیں۔

تقریباً" ہر ماہی گیر خاندان تقریباً" ۲۰ ہزار سے لے کر ایک لاکھ روپے تک کا مقروض ہے۔ کیونکہ انہیں اپنی کشتیوں کی مرمت اور جال کی خریداری ہر حال میں کرنی ہے۔ اب وہ نئی کشتیاں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ حکومت سے کلیم حاصل کرنا بہت دشوار ہوتا جارہا ہے کیونکہ آزادانہ سروے اعدادوشمار ہزاروں کی تعداد میں بتاتے ہیں جبکہ ڈویژنل کمشنر حیدرآباد اور ریلیف کمشنر آفس کراچی میں موجود مانیٹرنگ سیل کے مطابق لاپتہ کشتیوں کی تعداد صرف ۶۶۹ ہے۔

مویشیوں کا نقصان بھی بہت زیادہ ہے۔ سروے کے اعدادوشمار کے

باقی صفحہ ۲۳ پر

بے سروسامانی کا عالم